ہوشِ عقیدت
دل سے گنبدِ خضرا جب قریب ہوتا ہے
ان کی یاد کا لمحہ کچھ عجیب ہوتا ہے
نعتیہ کلام
بیہوش محبوب نگری

سنہ اشاعت :

ذوقعدہ ۱۴۰۲ھ م ستمبر ۱۹۸۲ء

تعداد : ایک ہزار

قیمت : دس روپے

---

کتابت : ابوبکر قاسمی دہلوی

سرورق اور ابتدائی صفحات :

سلام خوشنویس ۔ حیدرآباد ۳۶ اے۔ پی۔

---

طباعت : ڈیلکس پرنٹرز ۔ آصف نگر ۔ حیدرآباد ۲۸

زیرِ اہتمام :

محمد رحیم الدین انصاری، معتمد انجمن حسامیہ حیدرآباد

---

ناشر :

انجمن حسامیہ ۔ پنجہ شاہ ۔ حیدرآباد ۲ فون : [illegible]

# قطعۂ تاریخ

بیہوش کی نعتوں میں تنویرِ حقیقت ہے
معروف، کی سیرت سے تعریف کی نعوت ہے
سامانِ سکونِ دل ملتا ہے بشیر اس میں
اِس "ہوشِ عقیدت" میں پوشیدہ عقیدت ہے

۱۹۸۲ء

اعجاز کبدل بشیر وارثی

۱۴۰۲ھ

تاریخِ سالِ طبع مدحِ نبیؐ یادِ حبیبؐ "ھوشِ عقیدت"

۱۴۰۲ھ

دلِ پُرسوزِ الفت کے لیے تسکین و راحت ہے
یہ منزل ہے مقاماتِ نبیؐ کی اور حقیقت ہے
اشاعت کا یہی تو مصرعِ تاریخ ہے اشرف
دلِ مدحِ نبیؐ بے ہوش کا ہوشِ عقیدت ہے

۱۴۰۲ھ

جناب فکر ڈاکٹر اشرف رفیع ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

۱۹۸۲ء

## تاریخ زیبِ کلامِ بے ہوش محبوب نگری

۱۹۸۲ء

ہو گیا ہوشِ عقیدت کا یہ نذرانہ قبول

کیوں نہ ہوتے ہوش پر انوارِ رحمت کا نزول

عرض کی ابجد نے تاریخ طباعت نعت کی۔

رشک کے قابل یہ لبِ بیہوش مدّاحِ رسولؐ

۱۴۰۲ھ

نتیجۂ نظم فکرِ ابجد صدّیقی

۱۹۸۲ء

# ہوشِ عقیدت

میرے محترم دوست جناب عبدالقادر بے ہوش محبوب نگری ،
نہ محتاجِ تعارف ہیں اور نہ ان کا کلام تعریف کا نیازمند !۔
اللہ تبارک و تعالیٰ نے موصوف کو جو مقبولیت عطا کی ہے اور
کلام میں جو تاثیر ہے وہ اظہر من الشمس ہے ۔ اسی قبولیت عامہ
نے مجھے اس بات پر مجبور کیا کہ 'انجمن حسامیہ' کی طرف سے موصوف
کے کلام کی اشاعت عمل میں لائی جائے ۔ بحمداللہ موصوف کے
نعتیہ کلام کا مُرقع " ہوشِ عقیدت" بصد عقیدت عقیدت مندوں
کے ہدیۂ نظر ہے ۔ اُمید ہے کہ یہ کلام فصاحت مقبول بارگاہِ ایزدی
و دربارِ رسالتؐ ہوگا اور نہ صرف جناب بے ہوش کے لیے بلکہ ناشر
اور قاری ہر دو کے لیے بھی خوشنودیِ خدا و رسولؐ کا موجب بنے گا ۔

محمد رحیم الدین انصاری حُسامی
معتمد انجمن حسامیہ ، حیدرآباد

# اِنتساب

مَیں اپنے اِس نعتیہ مجموعہ کو اپنے
دادا پیر عارف باللہِ الجلیل
ابوالفضل شاہ سیدشاہ اسمٰعیل حسینی قادری الملتانی رحمۃ اللہ علیہ
کے اسم مقدس سے مُعنوَن کرنے کی سَعادت
حاصل کر رہا ہوں، جن کی
نگاہِ التفات ہی کا فیضان
میری شاعری ہے۔

ع نگاہِ فیض نے، بے ہوش کو دیا ہے ہوش
وگرنہ کس نے سُنا نغمہ نُطقِ میّت سے

بیہوش محبوب نگری قادری الملتانی

# منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی

عالمِ ہوش کی منزلوں میں ابھی قدم بھی نہ رکھا تھا کہ نعت خوانی کے فطری شوق نے صاحبانِ ذوق کی محفلوں کا مقبول نعت خواں بنا دیا۔ ہر محفلِ نعت میں مسلسل مانگ ہونے لگی۔ مختلف شعراء کے نعتیہ اشعار کا ذخیرہ ذہن کا سرمایہ بننے لگا۔ ناگہاں ایک غیر ارادی اور غیر محسوس تحریر خود گوئی کی تک بندی کی صورت میں ابھری۔ اس بے ربط اور غیر شعوری مدح کی اصلاح کے لئے بعض احباب کی رہنمائی پر پہلے واجد کامل مرحوم کے اور بعدہٗ جناب صبر آغائی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا لیکن ایک نامعلوم پیاس ایک تشنگی نہ بجھی۔ مکرمی عارف بیابانی میرے لئے خضرِ راہ ثابت ہوئے اور ان کی رہنمائی میں مجھے اپنے استادِ محترم اور بعد ازاں اپنے پیرِ طریقت حضرت مولانا سید عزالدین قادری الملتانی کے فیضانِ علمی و نظری سے مستفید ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

بیعت کے بعد مجھے درسِ عرفان میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اور بیعت صاحب قاب قوسین کی تجلیوں نے رہا سہا ہوش بھی ہوشِ کل کی معرفت میں گم کر دیا۔ اب اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ شعر اور بالخصوص نعتیہ شعر کس طرح کہا جاتا ہے۔ کیا نعت شریف قید کر میں مقید ہو سکتی ہے تو میرا جواب نفی میں ہوگا میرے لئے نعت گوئی کے فیضان کو تسلیم کرنا تسلی تو ہے لیکن اس فیضان کے عرفان کا ہوش نصیب نہیں، نہ جانے لفظ و بیان کی کثافت

میں وہ لطیف ذات کس طرح آجاتی ہے جس کے بدن سے پسینہ نکل جاتا ہو، جس کے بدن کا سایہ نہ ہو اس کے متعلق یہ کیسے کہا جائے گا کہ اس کی ذاتِ برزخ کبریٰ کی مدح و ثنا کی عکاسی حرف و صورت میں ممکن ہو سکتی ہے۔

آندھرا پردیش کے اندرو باہر جہاں کہیں میں نے اپنا کلام سنایا میرے حوصلے سے زیادہ میری قدر افزائی ضرور ہوئی ہے لیکن مجھے خود ہوش نہیں کہ تقییدِ فکر میں وہ سراپا نورِ مطلق کس طرح آیا۔ یہ سب ممدوح کا کرم اور واسطہ پیر و مرشد کا ہے اور بس۔

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استادِ ازل گفت ہموں میگویم

بے ہوش محبوب نگری

# بے ہوش کا ہوشِ نعت گوئی

از : اوجؔ یعقوبی ملک الشعرا آندھرا پردیش

ادب کی تمام اصناف میں نعتِ رسول سب سے مشکل اور نازک صنفِ سخن ہے۔ اس میں قدم قدم پر شدید احتیاط اور آداب کی پابندی انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ کیونکہ " بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر " کا ذکر مبارک کیا جاتا ہے۔ جن کی شان میں خود کلام اللہ نے " لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ " کا حکم دیا ہے۔ خدا نے اپنا محبوب فرمایا ہے۔ جن پر خود درود بھیجتا ہے۔ ملائکہ درود بھیجتے ہیں۔ اور قرآن کریم ہر مومن کو درود اور سلام بھیجنے کا حکم دیتا ہے۔ جس ذات گرامی کے لئے کونین عالم وجود میں آئے، جس کی انگشتِ مبارک کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا جن کے حکم سے سورج پلٹ آیا جس کا ثانی تھا نہ سایہ۔

اداکیا ہو کسی سے حقِ تعریف وثنا تیرا
ہے تریسٹھ سال کا ایک ایک لمحہ معجزہ تیرا

ایسی عالی مرتبت ہستی کے تذکرے کو نعت کہتے ہیں جو بجائے خود علم اوّل بھی ہے۔ عقل اوّل بھی ہے۔ اور نور اوّل بھی۔ اسی لئے کسی نے بڑے پتے کی بات کہی ع با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا ذکر مبارک ہوش میں رہ کرنا ہے کسے خبر تھی کہ بادۂ حب نبی کا متوالا " بے ہوش " اچھے اچھے ہوش مندوں سے بازی لے جائے گا۔

اور گلزار نعت میں عقیدت و مودت کے ایسے پھول کھلائے گا۔ جن کی خوشبو دوشِ صبا پر سوار ہو کے سمندروں کے سروں پر سے گزر جائے گی۔ ارضِ طیبہ پہنچ کر اپنے ممدوح کا ٹھکانا بھی ڈھونڈ لے گی اور کعبہ کا طواف کرنے والے زائر کی طرح گنبدِ خضرا کا طواف کرے گی۔ پھر اپنے آقا کے پائے اقدس کو چوم کے ادب سے سامنے کھڑی ہو جائے گی۔ اور اتنی دیر تک کھڑی ہو گی کہ آقا کی چشمِ کرم وا ہو جائے۔ آقا کے گوشِ مبارک خود شرفِ سماعت بخشنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ "بے ہوش" نے نعت کی روپ میں پہلے عرضیاں بھیجنا شروع کیں۔ پھر ٹیپ میں بھر بھر کے اپنی صدائیں بھجوائیں اور ایک دن وہ آیا کہ جہاز میں لاد کر خود کو آقا کے قدموں میں بھجوا دیا۔ کعبہ کا طواف کر کے پورے مسلمان ہوتے اور گنبدِ خضرا کے پھیروں سے پکے مومن بنے۔ حصولِ انعام و اکرام کے یہ سخت مرحلے شاید ہی کسی نے اس قدر کم وقت میں طے کئے ہوں۔

بے ہوش پیشے کے اعتبار سے محکمۂ ڈاک کے ملازم ہیں۔ رسل و ترسیل کی مہارت اس شعبہ میں بھی کام آئی۔ رنگ، بے رنگ، نام، بے نام۔ رجسٹری، پارسل جانے کس کس طرح سے انھوں نے آقائے نامدار سے رابطہ پیدا کیا۔ بالآخر مجموعۂ نعت کی صورت میں اب یہ حضورؐ کے حضور میں بذریعہ وی۔ پی بھیج رہے ہیں۔ مرسل کے اعتبار پر یقین ہے مرسل الیہ اس کو ضرور چھڑائے گا ادھر وی پی کے چھوٹتے ہی ادھر مداح کے غم و آلام کی تمام زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔ حالات کی سخت سے سخت دھوپ میں بھی "بے سایہ" کا سایہ سر پر رہے گا۔ اور محمدؐ کا یہ چہیتا غلام غرورِ شاہی کو ٹھکرا کے چلتا رہے گا۔ بے ہوش کو "بڑوں کے بڑے" سے بات کرنے کا ڈھنگ خوب آتا ہے۔ عرض و اظہار کا سلیقہ کوئی ان سے سیکھے۔ اور کیوں نہ سیکھے جب اس مہذب

و مرتب شاعر پر شاعری کی تسمیہ خوانی کے دن ہی نامور عالم دین معروف مفسر قرآن مولانا معز الدین ملتانی جیسی اہل نظر و صاحب دل شخصیت کی چھاؤں پڑی ہو۔ نومولود کے کان میں جس عقیدہ کے تحت اذان دی جاتی ہے۔ شاعری کی بسم اللہ کے دن مولانا معز نے غالباً بے ہوش کے کان میں بھی کوئی نعت شریف پڑھ کر پھونکی تھی کہ "یا رسول اللہ" ہی ان کا تکیہ کلام بن گیا۔ اور نعت رسول ان کا اوڑھنا بچھونا۔ بے ہوش کے والدین بھی نماز بانتہی ہوں گے جنہوں نے پالنے ہی میں اپنے پسر کے تیور دیکھ کر ان کا نام غوث اعظم، جیسے ولی با عمل کے نام پر محمد عبد القادر رکھا۔

آندھرا پردیش کے ضلع محبوب نگر کی مٹی پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں کہ بے ہوش کا خمیر اسی مٹی سے اٹھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بے ہوش نے محبوب نگر کی نسبت اپنے نام کے ساتھ استعمال کر کے محبوب نگر کی زمین کو آسمان بنا دیا۔ لیکن اس سچ سے بڑا سچ تو یہ ہے کہ ان کے آبائی خون کی لہریں بطحیٰ کے دریا ہی کے صدقے میں رواں ہیں۔ اسی دریا کے پانی کی خوشبو، اور اسی دریا کے پانی کا مزہ جس سے سرشت ہمیشہ شاداب رہے اور محبت و عقیدت کی بھڑک بڑھتی رہے۔ چنانچہ بے ہوش نہایت ستودہ صفات اور خوش سرشت انسان بھی ہیں اور ان کے خمیر میں وفا، پیار، محبت، عقیدت و اخلاص کی خوشبو بھی ہے ان کی نثر ہوشیار دل بیدار اضمیر زندہ ہے۔ زندہ ضمیری کو روشن ضمیری سے بدلتے دیر نہیں لگتی۔ بس دفتر طیبہ سے دوسطری فرمان کے اجرا کی دیر ہے پھر اس بے ہوش کے حضور میں ہوش مندی کو سلام کرتے ہی بنے گی۔

بے ہوش بلا شبہ حیدرآباد کے وہ منفرد نعت گو شاعر ہیں جنہوں نے نعت

جیسی ادب و آداب کی تنگ وادی میں عقیدت و ولولا کے اتنے قدآور پودے اگلئے ہیں جن سے خود ان کی بصیرت و بصارت کا قدر روشنی میں آجاتا ہے۔ ان کے کلام سے اچھے اشعار کا انتخاب میرے لئے مشکل ہی نہیں تقریباً محال ہے۔ ساری بیاض "کرشمہ دامن دل می کشد" کا مصداق ہے۔ کہاں انگلی رکھوں اور کہاں نظر ٹھہراؤں، تاہم مشت نمونہ کے طور پر عقیدت کے چند گلہائے ہدیۂ ناظرین ہیں۔

۱۔ سبز گنبد حجابِ نظر بن گیا سچ تو یہ ہے محمدؐ سدھارے کہاں

۲۔ کیا بیاں کریں تشبیہ اب تمہاری صورت کی
اک مثالِ قدرت ہو بے مثال قدرت کی

۳۔ تیرا آغاز تو ہے کنت نبیاً لیکن
بشراً تک تو جو محدود ہوا خوب ہوا

۴۔ جان مصدر ہے کہ مشتق ہے محمدؐ اک نام
احمد و حامد و محمود ہوا خوب ہوا

۵۔ جب سے زمیں پہ رحمتِ عالم ہیں جلوہ گر
رحمت کا بہہ رہا ہے سمندر زمین پر

۶۔ یوں ہے ظہورِ نورِ قدم
واجب سے ممکن ہے بہم

۷۔ تم سے پہلے کرم عام بھی تقیید میں تھا
آئے تم رحمتِ اطلاق کا دریا آیا،

۸۔ پھر ملے اذنِ حضوری تو یہ بے ہوش غلام
چیخ اُٹھے ہوش میں آیا مرے آقا آیا

۹۔ دنیا بدل دی آپ کی فیض نگاہ نے
انساں کو یوں کسی نے سنوارا نہیں حضور

۱۰۔ قرآں میں مارمیت و ماینطق بھی ہے
پھر بھی کسی نے آپ کو سمجھا نہیں حضور

۱۱۔ یہ وہ حادث ہے جو ذاتِ قدم کا عین منشا ہے
یہ وہ بندہ ہے جس کے حسن پر اللہ شیدا ہے

۱۲۔ خود براق بنتا ہے عشق صاحبِ اسرے
عاشق محمدؐ سے رب قریب ہوتا ہے

۱۳۔ یہ نبی کی چاہت بھی کم نہیں معیت سے
دل پہ فیض نسبت بھی کچھ عجیب ہوتا ہے

۱۴۔ دھن میں کھو جاؤں تو تکمیل عبادت ہو جائے
دیکھ لوں ان کو تو اللہ کی رویت ہو جائے

۱۵۔ جنت کا تصور تھا دیکھا جو وہاں جا کر
جنت سے بھی بہتر ہیں حالات مدینے میں

۱۶۔ یاد احمد سے تصور کو جگائے رکھئے
سبز گنبد کو نگاہوں میں سمائے رکھئے

۱۷۔ عرش تک ہوگی مقدر سے رسائی اپنی
ان کے نعلین سے نسبت کو لگائے رکھئے

۱۸۔ ہوش کل میں یہی بے ہوش کا معروضہ ہے
اس گنہگار پہ نعلین کے سائے رکھئے

مناقب کے نذرانے پیش ہوتے ہیں جن کی خوشبو سے روح کی ساری گہرائیاں معطر ہو جاتی ہیں یہ اور اس قسم کے بے شمار گلہائے عقیدت اس گلزار مودت میں کھلے ہیں جن کے

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

ارج یعقوبی (صدر انجمن شعرا آندھرا پردیش)

۱۱ مئی ۱۹۸۱ء دوشنبہ

نمودِ شئے کے ہے پن سے عیاں اللہ ہی اللہ ہے
وجودِ کُل زمین و آسماں اللہ ہی اللہ ہے
قسم اللہ کی بندہ سو بندہ رب سو رب لیکن
ہر اک بندے کی صورت سے عیاں اللہ ہی اللہ ہے
تمیزِ حق و باطل معرفت کی جان ہے لیکن
یہ رہبر راہِ منزل کا رواں اللہ ہی اللہ ہے
وہ مستغنی بھی ہے عالم سے رب العالمیں بھی ہے
کفیلِ احتیاجِ انس و جاں اللہ ہی اللہ ہے
سُنا تھا میں وجوداً عین ہوں اور غیر ہوں ذاتاً
جو دیکھا غور سے سب بے گُماں اللہ ہی اللہ ہے
ثبوت و اعتبارِ ذات سے ہے تفرقہ پیدا
مگر از روئے ہستی جسم و جاں اللہ ہی اللہ ہے
عدم میری حقیقت اور وجود اُس ذات کا واجب
تو ہر موجود بے ریب و گُماں اللہ ہی اللہ ہے
خودی اپنی مٹا کر خود کو دیکھا تو ہُوا ظاہر
کہ ہر رازِ نہاں عینِ عیاں اللہ ہی اللہ ہے
صفات اُس کے وجود اس کا، شہود اس کا، نمود اس کا
تو پھر بے ہوش کے وردِ زباں اللہ ہی اللہ ہے

نورِ مطلق کا ہے فیضان مدینے والے
ذرّے ذرّے پہ ہے احسان مدینے والے
آپؐ کا دامنِ رحمت ہے وہ دستورِ حیات
جس کو سب کہتے ہیں قرآن مدینے والے
گمرہی میں بھی تمہیں یاد کیا کرتے ہیں
سارے بھٹکے ہوئے انسان مدینے والے
دین و دُنیا میں گنہگار کا مونس ہے کون
آپؐ اگر ہو گئے انجان مدینے والے
لازمی آپؐ کی اُلفت بھی ہے توحید کے ساتھ
ورنہ ناقص ہے وہ ایمان مدینے والے
داغِ دل، سوزِ جگر، اشکِ ندامت کے سوا
پاس میرے نہیں سامان مدینے والے
بے خودِ عشق کو بے ہوش نہ سمجھے دُنیا
آج ہیں اُس کے نگہبان مدینے والے
آپؐ کے نام کی نبیوں نے دُہائی دی ہے
سب پہ ہے آپؐ کا احسان مدینے والے
اُن کا دامن ہے ترے ہاتھ میں بیہوش اگر
باخبر تجھ سے ہیں ہر آن مدینے والے

اولیں تجلّی ہیں آپ شانِ وحدت کی
آخری تمنا ہیں آپ بزمِ کثرت کی

کیا بیاں کروں تشبیہ اب تمہاری صورت کی
اک مثالِ قدرت ہو بے مثال قدرت کی

چھو کے ان کے قدموں کو عرش تک گئی نعلین
سوچئے کہاں تک ہے اب رسائی نسبت کی

بات ہے سمجھنے کی گرچہ مختصر سی ہے
آپ سے ہوئی ظاہر شانِ ربّ العزت کی

عرش تک گئے آئے پھر بھی گرم ہے بستر
ایک سانس میں گویا طے یہ کی مسافت کی

کس قدر مکمل تھا ہوش لی مع اللہ کا
پاکے قربِ اَوْ اَدْنیٰ آپ نے عبادت کی

انبیا کو حیرت ہے اولیا کو سکتہ ہے
ہے دینِ محمدؐ کا اور صد اشتیت کی

دیکھنے کے قابل ہے دیکھ لے وہ حضرت کو
آنکھ سے نہ دیکھی ہو جس نے شکل رحمت کی

مدحِ ہوش کافی ہے تیرے واسطے بے ہوش
مدحِ مصطفےٰ کیا کی تو نے اک عبادت کی

بن گیا حسن مکمل جو سراپا تیرا
ہر اضافت متشکل ترے صدقے میں ہے
عالم حق اور ترے معلوم میں کچھ فرق نہیں ہے
نحن اقرب پہ کبھی ناکام بصارت رہتی
جنبش لب میں ہے اعجاز مسیحا پنہاں
جلوۂ حق نظر آ جائے تری آنکھوں کو کہیں
علم مطلق کا جو حامل ہو تری مدح کرے
ایک بے ہوش کہاں اور تری نعت کہاں

ہو گیا خالق کونین بھی شیدا تیرا
ہر تعین متصور ہے آثارا تیرا
جو مشیت ہے خدا کی وہی منشا تیرا
لن ترانی سے نہ ہوتا جو اشارہ تیرا
ید بیضا ہے تبسم کا اجالا تیرا
ہوش موسیٰ کے اڑے دیکھ کے جلوہ تیرا
ورنہ مخلوق سے یہ حق ہو ادا کیا تیرا
ہر نفس اس کو ہے درکار سہارا تیرا

ذات وحدت کا سرمایہ ترا سر نہاں
کن ترا پردہ فکاں بن گیا جلوہ تیرا

شافعِ محشر حبیبِ کبریا ہیں مصطفیٰ

رحمتِ عالم امام الانبیا ہیں مصطفیٰ

آپ کا ہر نقشِ پا ہے جادۂ حق کا چراغ

آپ کے پیرو بھی منزل آشنا ہیں مصطفیٰ

علمِ مطلق یا کلامِ حق سے ممکن ہے ثنا

ورنہ اپنی مدح کی حد سے سوا ہیں مصطفیٰ

عظمت و شانِ شہِ لولاک کیا کیجئے بیاں

خلقتِ ارض و سما کا مدعا ہیں مصطفیٰ

ذرے سے خورشید تک ہر شے کی علت آپ ہیں

مرتبت کی حد یہ ہے بعد از خدا ہیں مصطفیٰ

قلبِ مومن آپ کے احسان سے ہم آغوش ہے

حق نہیں لیکن سراپا حق نما ہیں مصطفیٰ

تو جو تخلیق کا مقصود ہوا خوب ہوا
کُل ترے نور سے موجود ہوا خوب ہوا

نورِ مطلق کی تجلّی ہے تری حد ہے کوئی
ہر تعین میں جو محدود ہوا خوب ہوا

تیرا آغاز تو ہے کُنتُ نبیاً لیکن
بشر تک تو جو ممدود ہوا خوب ہوا

اب تری شان کا انکار بھلا کون کرے
ایک ابلیس جو مردود ہوا خوب ہوا

من رانی سے نگاہوں کو ملا اوجِ شرف
تیرا آنا بڑا مسعود ہوا خوب ہوا

جانے مصدر رہے کہ مشتق ہے محمدؐ اک نام
احمد و حامد و محمود ہوا خوب ہوا

عبدیت تک تری پہنچا ہے نہ پہنچیگا کوئی
تیرا شیدا ترا معبود ہوا خوب ہوا

کھل گئی آدمِ خاکی سے حقیقت تیری
وہ فرشتوں کا جو مسجود ہوا خوب ہوا

ہوشِ کُل ہی کا تصدق ہے کہ تو ہے بیہوش
تو جو موجود میں مفقود ہوا خوب ہوا

جہاں میں نیا انقلاب آگیا ہے
نبوت کا خود آفتاب آگیا ہے

جسے دیکھنے کو ترستے تھے موسیٰ
وہی جلوہ اب بے حجاب آگیا ہے

منور ہے کونین کا ذرہ ذرہ
کہ حسنِ ازل کا شباب آگیا ہے

بجا ہے کریں ناز جتنا بھی عاصی
شَفِیعٌ لِیَوْمِ الْحِسَاب آگیا ہے

سیہ پڑ گیا لات و عزیٰ کا چہرہ
وہ لے کر جو حق کی کتاب آگیا ہے

ہوا ربط اللہ سے بندوں کا قائم
حدوث اور قِدَم کا جواب آگیا ہے

وہ نورِ مبیں ہے چراغِ ہدایت
بہ شانِ رسالت مآب آگیا ہے

جسے علمِ مطلق کا شہکار کہیے
وہ قدرت کا لُبِّ لُباب آگیا ہے

ہوئی شمعِ توحید روشن جہاں میں
کہ باطل کی آنکھوں میں خواب آگیا ہے

نہ تھا مثل اس کا دو عالم میں کوئی
وہ آپ اپنا بن کر جواب آگیا ہے

مسرت کے نشہ سے بے ہوش ہوں میں
اخوت کا جامِ شراب آگیا ہے

نورِ احمدؐ کا بول بالا ہے — اُس نے کونین کو سنبھالا ہے

ہر نبی ہر رسولِ برحق سے! — تیرا رُتبہ بلند و بالا ہے

کالی کملی میں ہے سراجِ منیرؐ — جس کا اب ہر جگہ اُجالا ہے

میرا ساقی ہے، ساقیِ کوثر — دل مرا عشق کا پیالا ہے

مرحبا تاجدارِ او ادنیٰ — طالبِ دید عرش والا ہے

جمع اصحاب یوں ہیں گردِ نبیؐ — چاند کے گرد جیسے ہالا ہے

حبّذا گیسوئے شہِ لولاکؐ — ذرّے ذرّے پہ جال ڈالا ہے

مظہرِ حق، وقارِ خُلقِ عظیم — دشمنوں کو بھی تم نے پالا ہے

حُکمِ سجدہ ملا، ملائک کو — تم نے آدمؑ کو یوں اُچھالا ہے

کون جلوے کی تاب لا سکتا — خیر گزُری کہ کملی والا ہے

اِس مسرّت سے ہو گیا بے ہوش
نزع میں کوئی آنے والا ہے!

موت کیوں نہ بہتر ہو بے کسی کے جینے سے
آپ ہی کا کہلا کر دور رہوں مدینے سے

یہ اثر نظر آیا جام عشق پینے سے
آئیں یا محمدؐ کی اب صدائیں سینے سے

قلب پر ہوا کندہ جب سے نام حضرت کا
اُن کا نور چھنتا ہے دل کے آبگینے سے

آئے جب شب اسریٰ حق سے عرش پر مل کر
آئی زید کی خوشبو آپ کے پسینے سے

آج اپنی امت کے آپ ہی نگہباں ہیں
ناخدا نہیں غافل اپنے ہی سفینے سے

آپ کا درِ اقدس رازدارِ منزل ہے
عرش تک پہنچتا ہے راستہ مدینے سے

عشق مصطفےٰ کی ہے رہگزر بہی بے ہوش
باادب قدم رکھنا ہوش کے قرینے سے

سامنے نور کا دریا نظر آتا ہے مجھے

دل میں جب ہوشِ تولا نظر آتا ہے مجھے

آج پھر دل میں ہے اس نورِ مجرد کا خیال

بے گماں آئینۂ ذاتِ الٰہی ہیں حضور

خود تمھی سے ہے تری دید کا طالب بھی ہے

درِ اقدس پہ جہاں سر مرا جھک جاتا ہے

دیکھ لیتا ہوں بہ ہر شان تجھے نورِ خدا

جان دے کر بھی اگر لی ہے کسی نے نسبت

جلوۂ شاہِ مدینہ نظر آتا ہے مجھے

ہر طرف آپ کا جلوہ نظر آتا ہے مجھے

آج خورشید بھی ذرّہ نظر آتا ہے مجھے

اب مدینے میں بھی کعبہ نظر آتا ہے مجھے

ذرّہ ذرّہ لبِ موسیٰ نظر آتا ہے مجھے

سنگِ درِ عرش کا زینہ نظر آتا ہے مجھے

ہر تعین ترا پردہ نظر آتا ہے مجھے

پھر بھی سستا ہی یہ سودا نظر آتا ہے مجھے

کون بے ہوش کا غم خوار ہے حضرت کے سوا

بس یہی اپنا سہارا نظر آتا ہے مجھے

وادیِ ایمن کوئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
برقِ تجلا روئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
پردۂ شب گیسوئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
رازِ سحر ہے روئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
آئی ہیں کیا بطحیٰ سے ہوائیں رقص میں ہیں جنت کی ہوائیں
پھیل گئی خوشبوئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
چھپ جا ہلالِ عید خدارا شق نہ جگر ہو جائے دوبارہ
سامنے ہے ابروئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
گرم نہ ہو خورشید قیامت سر پہ ہے سایۂ رحمت
رحمتِ حق ہے خوئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
طور وہی ہیں نور وہی ہیں پاس وہی ہیں دور وہی ہیں
ہر گل میں ہے بوئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
راہ کا کچھ بھی ہوش نہیں ہے جذبۂ دل بیہوش نہیں ہے
رخ تو ہے اس کا سوئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ حسنِ مکمل مصدرِ کل معمارِ دو عالم کیا ہوگا

ذرے ہیں یہ جس کے شمس و قمر وہ نورِ مجسم کیا ہوگا

وہ چشمِ کرم رحمت کا نشاں ہیں جن پہ تصدق دونوں جہاں

قوسین کی جو تفسیر نہاں اس ابرو کا خم کیا ہوگا

تنویرِ جمالِ یوسف سے ہاتھ اپنے حسینوں نے کاٹے

گر دیکھ لیں حسنِ ماہِ عرب کیا جانیے عالم کیا ہوگا

اے رحمتِ عالم آپ کا غم ہے دل کو عزیز از جاں لیکن

فرقت میں تڑپ کر یونہی ہم مرجائیں اگر ہم کیا ہوگا

ہیں آپ کی امت میں شامل نازاں ہے یہی نسبت پہ دل

اس ربط سے بڑھ کر محشر میں رشتہ کوئی محکم کیا ہوگا

بلوائیں جو اپنی رحمت سے بے ہوش کو طیبہ میں آقا

گنبد کا نظارا کرتے ہی ٹوٹے یہ اگر دم کیا ہوگا

یا نبیؐ تشبیہ حسنِ پاک کی مشکل میں ہے
مہر آتش شمع ہے ذرّہ مہ دامن میں ہے

یا محمدؐ آپ ہی کا نور ہر محفل میں ہے
قدسیوں کی بزم میں آدم کے آب و گل میں ہے

میری خاموشی بھی اک فریاد ہے آقا مرے
اک قیامت خیز طوفاں ذہن کے ساحل میں ہے

رحمۃ للعالمینؐ اب اک نگاہِ چارہ ساز
نام لیوا آپؐ کا سرکارؐ کس مشکل میں ہے

آپؐ کے ہوتے ہمیں کس کا تجسس ہے جہاں
لاالہ کی ہر تجلی اب بھی اس محفل میں ہے

گنبدِ خضرا مدینے کا جو دیکھوں تو کہوں!
اک نظر کے سامنے ہے ایک میرے دل میں ہے

دم نکلنے پر بھی آنکھیں بند ہوتی ہی نہیں!
دید کی حسرت نمایاں آپؐ کے بسمل میں ہے

بے عمل ہو کر نہ ہو جائے کہیں بے آسرا!
خیرِ امت یا رسول اللہؐ کس مشکل میں ہے

یہ تو ہے بے ہوش جو در پر پڑا ہے آپؐ کے
آپؐ پر ظاہر ہے آقاؐ جو بھی اس کے دل میں ہے

شعاعِ نورِ منیری ہیں مصطفےٰ کے قدم
متاعِ عرشِ معلیٰ ہیں مصطفےٰ کے قدم

نہ چھو سکی جنہیں ہرگز کثافتِ دنیا
لطافتوں سے بھی اعلیٰ ہیں مصطفےٰ کے قدم

اگرچہ سارے اضافات ان کا پرتو ہیں
مگر حقیقتِ کبریٰ ہیں مصطفےٰ کے قدم

تھی قدسیوں کے دلوں میں کبھی دید کی حسرت
ضیائے لیلۃ الاسریٰ ہیں مصطفےٰ کے قدم

انہی کے نقش کی جبینوں نے اقتدا کی ہے
امامِ مسجدِ اقصیٰ ہیں مصطفےٰ کے قدم

ہے عبد و رب میں تعلق طفیل سے ان کے
مقامِ برزخِ کبریٰ ہیں مصطفےٰ کے قدم

انہی سے دور ہوئی کفر و شرک کی ظلمت
چراغِ طورِ تجلّی ہیں مصطفےٰ کے قدم

حرم کو پاک کیا ضربِ لا الٰہ سے
خدا کا گرزِ مُزکّی ہیں مصطفےٰ کے قدم

جو اُن کی دھن میں ہے بے ہوش کامراں ہے وہی
کلیدِ دولتِ عقبیٰ ہیں مصطفےٰ کے قدم

کیا ہو بیاں تمثیلِ رسول　　نورِ خدا قندیلِ رسول

فرش پہ ہے تنزیلِ رسول　　عرش پہ ہے تکمیل رسول

ربط خدا سے راست بھی ہے　　دل خود ہے جبریلِ رسول

حکم تو سننا ہے رب کا　　کرنی ہے تعمیلِ رسول

رویتِ حق معراج ان کی　　اپنی ہے تحصیلِ رسول

ختم رسل ہیں بحرِ کرم　　اور نبی ہیں جھیل رسول

کیسے بیاں ہو ان کی شان　　کون مکاں تفصیلِ رسول

سارے بُرے ہیں دامن میں　　رحمت ہے زنبیلِ رسول

بے ہوش ان کی یاد کا نام
ہوش ہے قال و قیل رسول

حمد خدا سب پر برحق ہے
مدح محمد میرا سبق ہے
عشقِ محمد دینِ خدا کی
سہل ہے جتنا اتنا ادق ہے
حسنِ تبسم صبح منور
پرتوِ لب سے رنگ شفق ہے
چودہ طبق پر راج ہے ان کا
زیرِ نگیں اک ایک طبق ہے
لوح و قلم ابرو و پیشانی
عارض اک قرآن کا ورق ہے
حسنِ محمد اللہ اکبر
شیرازۂ حسنِ ربِ فلق ہے
سدرہ سے آگے ہیں محمد
روح الامیں کا چہرہ فق ہے
سنگ گہر دندان مبارک
دیکھ صدف کا سینہ شق ہے
بے ہوش ان کو دیکھ نہ پایا
ہوش بہ منظر جینے کا قلق ہے

اُترا جو اپنا ساقیِ کوثر زمین پر
وحدت کے میکدے کا کھُلا در زمین پر
محبوب سے مُحِب نہیں ہوتا جُدا کبھی
ہے ان کے ساتھ خالقِ اکبر زمین پر
یہ مہر و مہ ستاروں سے ہے زینتِ فلک
اصحاب کی ہے بزم کا منظر زمین پر
یہ انتظام خاص بھی خاطر انہی کی ہے
لاکھوں ملک اُترتے ہیں اکثر زمین پر
جب سے زمیں پہ رحمتِ عالم ہیں جلوہ گر
رحمت کا بہہ رہا ہے سمندر زمین پر
معراج میں قدم سے نوازا جو عرش پر
ہے عرش کی نگاہ برابر زمین پر!
طیبہ کے ذرّے ذرّے میں ہے جذب انکا نور
سب کچھ فدا ہے طیبہ کی گز بھر زمین پر
بے ہوش رفتہ رفتہ خود آئے گا ہوش میں
پھیلے گی بُوئے زلفِ معنبر زمین پر

ہے ہستیِ عالم نشانِ محمدؐ — ثبوتِ دو عالم ہے جانِ محمدؐ

ظہورِ کمالاتِ حق دیکھنا ہے — تو دیکھے کوئی عزّ و شانِ محمدؐ

سمجھ لے جو اس ربط کو وہ ہے عارف — کلامِ خُدا اور زبانِ محمدؐ

کرے عقل محدود حمد و ثنا کیا — ہے قرآن سارا بیانِ محمدؐ

ہے مولائے کل اور شکم پر ہیں پتھر — بہت سخت ہے امتحانِ محمدؐ

رواں تھا رواں ہے روانہ رہے گا — زمانہ ہے اک کاروانِ محمدؐ

ہے معراج ان کے لئے زندگی کی — جو پہنچے سرِ آستانِ محمدؐ

حقیقت کا دروازہ کھلتا ہے جس پہ — وہ پہچان لیتا ہے شانِ محمدؐ

یہ عاصی ہو کس طرح مایوسِ رحمت

کہ بے ہوش ہے مدح خوانِ محمدؐ

درِ پاک کا ہوں سوالی محمدؐ
نہ جاؤں گا میں ہاتھ خالی محمدؐ

غلامی غلاموں کی کس منہ سے چاہوں
ملے خاکِ پائے بلالی محمدؐ

یہی میری نظروں کی معراج ہوگی
میں دیکھوں جو روضہ کی جالی محمدؐ

بُرا ہوں مگر آپ کا امتی ہوں
نہیں ہے کوئی میرا والی محمدؐ

غلافِ حرم سنگِ اسود کو دیکھا
اشارہ ہے کملی تھی کالی محمدؐ

جلالِ قیامت میں آگے بڑھے گی
تمہاری ہی شانِ جمالی محمدؐ

تمہاری قسم رازِ جاں اس نے سمجھا
کھلا جس پہ ربطِ مثالی محمدؐ

تمہارے پسینے سے جس نے دعا کی
بلاشک مراد اس نے پائی محمدؐ

یہ منہ اور تمہاری محبت کا دعویٰ
ہے بے جوش کی خواہش خیالی محمدؐ

نہ زادِ راہ کی حاجت نہ محتاجی ہے رہبر کی
یہیں حکم ہے شاہا حضوری آپ کے در کی

وہی دربار میں جاتا ہے وہ جس کو بلاتے ہیں
نہ جرأت اہل تقویٰ کی نہ ہمت صاحب زر کی

اشارہ ہو تو ادنیٰ امتی بھی بار پاتا ہے
جو اُن کے ہیں نہ پوچھو اُن کی یہ تو بات ہے گھر کی

سیادت کا شرف آساں نہیں غیر اختیاری ہے
صحابہ جوہری تھے جانتے تھے قدر جوہر کی

کرے گا خیر مقدم ان کا طیبہ کا ہر اک ذرہ
وہی تنویر ان میں بھی ہے آخر جسم اطہر کی

ہم ان کو دیکھ کر اپنے نبی کو دیکھ لیتے ہیں
منظر والو تجلی ان میں ہے خونِ پیمبر کی

یہی ہے التجا بھولیں نہ اس دربار میں ہم کو
قسم ہے سیفؔ شرفی آپ کو بے ہوش کے سر کی

دم بھر کو دامنِ کرمِ بیکراں نہ چھوڑ
مر جا مگر نبی کا کبھی آستاں نہ چھوڑ

دن رات اب تصورِ طیبہ میں ڈوب جا
خلدِ بریں ملے کبھی تو یہ گلستاں نہ چھوڑ

اڑ کر پہنچ مدینے کو ہر راہ رو کے ساتھ
بن خاکِ رہ گزر تو قدمِ کارواں نہ چھوڑ

ان کے سوا ہے کون سہارا نجات کا
تو بھول کر کبھی دامنِ رحمت نشاں نہ چھوڑ

بنتے ہیں اس سے فکر و نظر جلوہ گاہِ طور
اے دل کبھی خیالِ شہِ انس و جاں نہ چھوڑ

آتا ہے ہر درود پہ اللہ کا سلام
تا عمر استفادۂ فیضِ رواں نہ چھوڑ

ملتی ہے آستانِ نبی سے خدا کی راہ
غفلت شعار جادۂ دار الاماں نہ چھوڑ

ذکرِ حبیبِ پاک خدا کو بھی ہے پسند
جب تک زباں چلے تری ان کا بیاں نہ چھوڑ

بے ہوش کی نگاہ میں منزل کا نور ہے
اے رحمتِ تمام اسے درمیاں نہ چھوڑ

سبز گنبد کا جو قسمت سے نظارا ہو جائے
مہر و مہ سے بھی مقدر مرا اونچا ہو جائے

استطاعت بھی یہی سارے وسیلے بھی یہی
میرے سرکارؐ کا بس ایک اشارا ہو جائے

مرکزِ نور پہ ملتی نہیں ظلمت کو پناہ
گر شبِ تار یہاں آئے سویرا ہو جائے

جانے وارفتگیٔ شوق کا انجام ہو کیا
میں مدینے میں جو پہونچوں تو تماشا ہو جائے

سر بہ سر نورِ ازل ہی کی تجلی ہیں حضور
آئے اندھا بھی اگر سامنے، بینا ہو جائے

ابھی پل بھر میں مدینے میں نظر آؤں گا
آرزو میری اگر آپؐ کا منشا ہو جائے

بعد جو چاہیں کریں پہلے مدینہ تو بلائیں
اتنا ارمان گنہ گار کا پورا ہو جائے

نام لیوا کی بھی جب لاج خدا رکھتا ہے
اس کا کیا پوچھنا سچ مچ جو تمہارا ہو جائے

ہو کے بیہوش جو بے ہوش گرے چوکھٹ پر
بے شعوری میں بھی سر فخر سے اونچا ہو جائے

سید الانبیا آنے والے ہیں ! مالکِ دوسرا آنے والے ہیں

ے کے حق کی ضیاء آنے والے ہیں معنیِ والضحیٰ آنے والے ہیں

خازنِ کبریا آنے والے ہیں دستِ جود و سخا آنے والے ہیں

ان کی خاطر سے پیدا خدائی ہوئی مقصدِ کبریا آنے والے ہیں

جن کا مسلکِ دینِ اسلام ہے وہ رسولِ خدا آنے والے ہیں

آپ اول بھی ہیں آپ آخر بھی ہیں مبتدا منتہیٰ آنے والے ہیں

دھوم تھی قدسیوں میں شبِ اسریٰ عرش پر مصطفےٰ آنے والے ہیں

عرش پہ منتظر تھا خدا جن کا وہ حبیبِ خدا آنے والے ہیں

ظلمتِ کفر جن کے نور سے چھٹی وہ ظہورِ ہدیٰ آنے والے ہیں

کیا نکیرین پوچھیں گے سب سے آ کر مرے

قبر میں مصطفےٰ آنے والے ہیں

متاعِ حدوث و قِدم یا محمدؐ — شعاعِ ظہورِ اتم یا محمدؐ

تم آدم سے اوّل ہو عیسیٰ کے آخر — ازل سے ابد ہے بہم یا محمدؐ

کئے آپ کے نور نے جمع دو ضد — بہم ہیں وجود و عدم یا محمدؐ

ہر اک شئے اسی نور سے ہے پیکر — پکار اُٹھے دیر و حرم یا محمدؐ

ملے ارضِ طیبہ تو جاں نذر کر دوں — نہ لوں مفت باغِ ارم یا محمدؐ

تمنائے دیدار میں جی رہا ہوں — تمنا نہ بن جائے غم یا محمدؐ

خوشا ارضِ پاکِ مدینہ کہ جس کی — خدا نے بھی کھائی قسم یا محمدؐ

اگر تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا — تمہارا ہی صدقہ ہیں ہم یا محمدؐ

یہ لوح و قلم عرش و کرسی سے پہلے — ہوا علم میں مُرتسم یا محمدؐ

بُرا حال بے ہوش ہے آج آقا
ذرا اک نظرِ کرم سے کرو یا محمدؐ

یہ کاکل گنجِ مخفی کی ادا ہے
یہ چہرہ نورِ مطلق کی ضیا ہے

مجھے دنیا و دیں کا غم ہی کیا ہے
مرا آقا محمد مصطفےٰ ہے

نہ جانے اس نے کس کو چھو لیا ہے
معطر کس قدر بادِ صبا ہے

نبی سب مظہرِ اوصاف و اسما
محمدؐ مظہرِ ذاتِ خدا ہے

بڑا خود دار ہے سائل تمہارا
یہ تم کو بھی تم ہی سے مانگتا ہے

کہوں کیا نزہتِ باغِ مدینہ
یہاں کے خار پر جنت فدا ہے

ہے سدرہ تک حدِ پروازِ جبریل
بشر اس سے بھی اونچا اڑ گیا ہے

یہی شاید ہے معراجِ تخیل
تصور میں مدینہ کی فضا ہے

کرم کی اک نظر بے ہوش پر بھی
یہ بندہ اُمتی تو آپ کا ہے

روشن چراغِ محفلِ امکاں بنا دیا
تاریک دل کو کعبۂ ایماں بنا دیا
تنویرِ صبح کر دیا صورت کے حسن کو
سورج پلٹ کے آیا کبھی شق ہوا قمر
اللہ رے جمالِ محمدؐ کی تابشیں
ملتا ہے لا الٰہ سے توحید کا شعور
ہر پیروِ رسول ہے مقبولِ کبریا
ظلمت کدہ تھا عالمِ امکاں ترے بغیر

انسانیت کا آپ کو عنواں بنا دیا
جس پر نگاہ کی اسے انساں بنا دیا
سیرت کو نورِ جادۂ عرفاں بنا دیا
یوں مہر و مہ کو تابعِ فرماں بنا دیا
یوسف کو جس نے دیدۂ حیراں بنا دیا
ہر شرک سے نجات کا ساماں بنا دیا
نسبت کو اپنی نازشِ ایماں بنا دیا
نقشِ قدم نے جس کو درخشاں بنا دیا

بے ہوشؔ کو عطا ہوا حُبِّ نبی کا جام
قسمت نے مور کو بھی سلیماں بنا دیا

جس دل میں جلوہ گر ہے محبت رسولؐ کی
مبذول ہے اسی پہ عنایت رسولؐ کی

حضرتؐ کی ذات باعثِ تکمیل بن گئی
ہر دور میں تھی ورنہ ضرورت رسولؐ کی

تخلیقِ کائنات سے مقصودِ حق ہے کیا
سمجھا گئی یہ بات قیادت رسولؐ کی

معراج میں کھلا ہے یہ منشائے ایزدی
کُل انبیا بھی دیکھ لیں عظمت رسولؐ کی

اک معجزہ ہے پیٹ پر پتھر کا باندھنا
ہم صورتِ بشر ہے لطافت رسولؐ کی

شہکار ہے یہ خالقِ عالم کے علم کا
قدرت ہے دنگ دیکھ کے صورت رسولؐ کی

ہے عبد و رب میں ذاتِ رسالتؐ کا واسطہ
قربِ خدا ہے صرف اطاعت رسولؐ کی

تھی عین اسوہ حضرتِ ناضل کی زندگی
اس گھر پہ آج تک بھی ہے رحمت رسولؐ کی

بے ہوش کو تردّدِ محشر نہیں کہ اب
تقدیر بن گئی ہے شفاعت رسولؐ کی

کیا اس کو بلا لائی ہے ساتھ اپنے سحر آج
اِک عالمِ انوار ہے تا حدِّ نظر آج

ممکن نہیں ہو عقل کا تا عرش گزر آج
دیکھو کہیں جل جائیں نہ جبریل کے پر آج

اے جانِ ظہورِ وَرفعنا لك ذكرك
براق پہ کس سمت ہے یہ عزمِ سفر آج

مُبہم تھی بہت احسنِ تقویم کی تفسیر
اے لیلۃ الاسریٰ ہوی تعریف بشر آج

اے معنیٔ اکملت لکم حُسن سے تیرے
پختہ ہوا ہر نخلِ رسالت کا ثمر آج

موسیٰؑ سے کہو طُور نہیں رُوئے محمدؐ
خود دید کی حسرت کو ملی تابِ نظر آج

ہم سطحِ فلک ہو گیا انساں کا مقدّر
ابلیس نظر آتا ہے با دیدۂ تر آج

ہو منزلِ قوسین مبارک شہِ لولاک
وَالنجم بنا تاجِ نبوت کا گہر آج

ہوں روزِ ازل ہی سے تمہیں دیکھ کے بیہوش
آکر مجھے لوٹا دو مرا ہوشِ نظر آج

اگر ملتا نہ اس در کا سہارا یا رسول اللہ
تو ہر ذرّے کا مشکل تھا گزارا یا رسول اللہ

کسی کے ہم نہ کوئی ہے ہمارا یا رسول اللہ
یہ سب کچھ آپ ہی کا نظارا یا رسول اللہ

زمانہ اس کی خوش بختی پہ ہر دم رشک کرتا ہے
میسر جس کو ہے دامن تمھارا یا رسول اللہ

جو وابستہ ہوا تم سے وہ گویا پا گیا سب کچھ
بہت کافی ہے نسبت کا سہارا یا رسول اللہ

نگہباں آپ بن جائیں جس ٹوٹے سفینے کے
بنے ہر موج خود اس کا سہارا یا رسول اللہ

خلا میں چاند دو ٹکڑے ہوا تھا جس اشارے سے
ہو باطل کی طرف کبھی وہ اشارا یا رسول اللہ

نہ جانے ملتجی ہے کب سے اذنِ باریابی کا
یہی بے ہوشؔ یہ قسمت کا مارا یا رسول اللہ

زہے عظمت و افتخارِ مدینہ — کہ ہے عرش تک اعتبارِ مدینہ

نہ پوچھو کہ کیا ہے دیارِ مدینہ — ہے کونین پر اختیارِ مدینہ

بشر کیا ملائک کے بھی دیدہ و دل — ہیں پامال راہِ سوارِ مدینہ

وہ جنّت میں بھی کیا سکوں پائیگا — نظر میں ہے جس کی بہارِ مدینہ

مدینہ کا رتبہ نہیں عرش سے کم — ہے محبوبِ رب تاجدارِ مدینہ

قسم کھائی حق نے بہٰذا البلد سے — یہ ہے اللہ اللہ وقارِ مدینہ

اسے دین و دنیا کا کچھ غم نہیں ہے — ہے اطراف جس کے حصارِ مدینہ

پسینہ محمدؐ کا ہے جذب اس میں — معطر نہ کیوں ہو غبارِ مدینہ

اجل پھر کبھی آ، کہ بے ہوش ہے یہ
ہے اس کو ابھی انتظارِ مدینہ

مقید نہیں فیضِ عامِ محمدؐ — ملا ہر نفس میں پیامِ محمدؐ

ازل اک ظہورِ مقامِ محمدؐ — ابد اک شعورِ دوامِ محمدؐ

بلا وحیِ حق بات منہ سے نہ نکلی — کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ

کھلا ہے یہی سب پہ لاترفعوا سے — ہے ملحوظِ رب احترامِ محمدؐ

ہو توریتِ موسیٰؑ کہ انجیلِ عیسیٰؑ — ہے سرچشمہ سب کا پیامِ محمدؐ

رسائی کہاں جبرئیلِؑ امیں کی — ہے سدرہ سے اونچا مقامِ محمدؐ

نہ بے کیف رکھے نہ بیخود بنائے — نگہدارِ فطرت ہے جامِ محمدؐ

جنھیں اک نئی صبح کی جستجو ہے — وہ اپنا کے دیکھیں نظامِ محمدؐ

ہے کیا ذکرِ امت کہ خود انبیا نے — لیا اپنی مشکل میں نامِ محمدؐ

اک ادنیٰ توجہ بھی کافی ہے اس کو
ہے بیہوش ادنیٰ غلامِ محمدؐ

راہِ حق دِکھلانے والے آ گئے	دوش پر کملی سنبھالے آ گئے
لے کے گُرزِ لاالٰہ ہاتھ میں	بُت شکن اللہ والے آ گئے
کھولنے دنیا پہ اسرارِ حیات	لے کے قرآں کے مقالے آ گئے
رخصت اے باطل کہ حق ظاہر ہوا	شب گئی دن کے اُجالے آ گئے
نورِ حق کا سامنا آساں نہ تھا	کفر کے قالب میں چھالے آ گئے
رحمتِ عالم جو آئے عاصیو	گویا جنت کے قبالے آ گئے
آگیا جس دم مدینے کا خیال	دل سے اُٹھ کر لب پہ نالے آ گئے
ہو مبارک تجھ کو اے غارِ حرا	تیری آنکھوں کے اجالے آ گئے

ہوش میں آجائے گا بے ہوش بھی
خواب میں گر کملی والے آ گئے

نورِ مطلق کے رنگیں نظارے کہاں
روئے احمدؐ کہاں چاند تارے کہاں

مل سکیں گے یہ دونوں کنارے کہاں
عشق اپنا کہاں حق کے پیارے کہاں

چاند شق ہو گیا آبرو پا گیا
یہ کہاں اور ان کے اشارے کہاں

سبز گنبد حجابِ نظر بن گیا
سچ تو یہ ہے محمدؐ سدھارے کہاں

ہم کو لے دے کے اِس در کا ہے آسرا
اُٹھ کے جائیں نگاہوں کے مارے کہاں

کالی کملی نہیں بحرِ رحمت ہے یہ
منہ چھپائیں گے عصیاں کے دھارے کہاں

آپؐ کے ہوتے اے سرورِ انبیاء
ڈھونڈنے جائے اُمّت سہارے کہاں

بجلیاں تاک میں ہیں مدد کیجئے
اِک نشیمن کہاں، سو شرارے کہاں

خاکِ نعلین ملنا بھی معراج ہے
اتنے اُونچے مقدر ہمارے کہاں

یاد فرمائیے اپنے بے ہوش کو
ہجر میں زندگانی گزارے کہاں

کونین کی ہستی ہے فیضان محمدؐ کا
ہر ذرّے کے سَر پر ہے احسان محمدؐ کا
تخلیق انہی سے ہے توحید انہی سے ہے
ہے جان محمدؐ کی ایمان محمدؐ کا
دیتا ہے خدا لیکن تقسیم یہ کرتے ہیں
ہے فیضِ کرم سب پر ہر آن محمدؐ کا
مخصوص نظر ہی کو یہ فخر بھی مِلتا ہے
دیدار نہیں سب کو آسان محمدؐ کا
اس زہد و طیبہ پر قربان فرشتے ہیں
قسمت سے جو بَن جائے مہمان محمدؐ کا
تاریکی عصیاں میں اِک نُور چمک اُٹھا
یُوں حَشر میں کام آیا ارمان محمدؐ کا
وہ مثلِ بَشر ہو کر آدم سے بھی پہلے ہے
غافل یہ تقدّم ہی پہچان محمدؐ کا
جب ربِّ محمدؐ ہی مدّاحِ محمدؐ ہے
کیا عرض کرے رُتبہ انسان محمدؐ کا

دربار میں جو یہ نعتِ نبیؐ پڑھ دے
بیہوشؔ وہ کہلائے حسّان محمدؐ کا

زُلف و رُخ کا ہے پرتَو وقت کے نظاموں میں
آپؐ ہی کا جلوہ ہے صبحوں اور شاموں میں
ضم ازل ابد دونوں آپؐ کے خراموں میں
شامل اوّل اور آخر آپؐ کے مقاموں میں
قُربِ حق کی ہر منزل آپؐ ہی نے بتلائی
شانِ باریابی ہے قاعدوں قیاموں میں
لب تو مصطفیٰؐ کے ہیں بات ذاتِ حق کی ہے
ہیں پیام اللہ کے آپؐ کے پیاموں میں
صرف اُمتّی ہی کیا خود خدا بھی شامل ہے
آپؐ پر درودوں میں آپؐ پر سلاموں میں
خلقتِ دو عالَم جب فیضِ نورِ احمدؐ ہے
ایک نام ہی سے ہے جان سب کے ناموں میں
کیف چشمِ ساقی کا حسبِ قابلیت ہے
یوں تو بادۂ ہستی ایک ہی ہے جاموں میں
عشق صاحبِ اسریٰ بات ہے مقدّر کی
ورنہ رل نہیں سکتا یہ گہر تو داموں میں
سر کو رکھ کے سجدے میں ملتجی ہے یہ بیہوش
ہو شمار اس کا بھی آپؐ کے غلاموں میں

جستجو میں تیری کیا کہیئے کہ کیا ملتا ہے
ڈھونڈتا ہے جو تجھے اس سے خدا ملتا ہے

سازِ دل ہی پہ کوئی نغمہ سا ملتا ہے
اپنے سینے ہی میں طیبہ کا پتا ملتا ہے

خضر کی عمرِ دوام اُس پہ ہے قرباں ہر دم
پائے اقدس پہ جسے اذنِ فنا ملتا ہے

پہنچے نعلین سرِ عرش تو سب پر یہ کھلا
تیری نسبت سے فقط قربِ خدا ملتا ہے

بند ہے فَاتَّبِعُوْنِیْ میں سُراغِ منزل
پیروی ہی سے درِ ربِّ علا ملتا ہے

یہ نہ ہوتے تو کہاں ارض و سما ہو سکتے
اس کے اثبات میں لَولاکَ لَما ملتا ہے

احمد و حامد و محمود و محمدؐ کی قسم
ان کے صدقے ہی میں ہر شئے کا پتا ملتا ہے

جادۂ حق کا کوئی مرحلہ مشکل نہ رہا
خوش ہو بے ہوش کہ وہ راہنما ملتا ہے

یہ زمان و مکاں یہ زمین آسماں آپ ہی سے ہوئے جلوہ گر یا نبی
آپ کا نور ہے باعثِ این و آں آپ ہیں امرِ کُن کی سحر یا نبی

زلف و عارض کا پرتو ہیں یہ روز و شب کفر و دیں خیر و شر اور مہر و غضب
آپ پر ہے تصدق یہ تخلیق سب لالہ و گل یہ شمس و قمر یا نبی

آپ سردارِ کُل انبیاء و رُسل آپ باغِ رسالت کے نایاب گل
آپ محبوبِ رب آپ مولائے کُل نورِ مطلق بہ شکلِ بشر یا نبی

سارے اہلِ نظر کا وہ سرتاج ہے اپنی قسمت پہ نازاں وہی آج ہے
آپ کی دید قسمت کی معراج ہے کاش مل جائے ایسی نظر یا نبی

حاصلِ زندگی ہے یہی آرزو آپ کا آستاں ہو مرے روبرو
رشک اس پر نہ کیوں دونوں عالم کریں جس کو مل جائے وہ سنگِ در یا نبی

بے سہارا نہیں آپ کے امتی رحمتِ حق کا ہے ان پہ سایہ ابھی
معجزہ وہ زمانے کو دکھلائیے جس سے باطل ہو زیر و زبر یا نبی

رحم فرمائیے اپنے بیہوش پر ہے جنونِ وفا آجکل جوش پر
جان و دل نذر کرنے کی اُمید میں منتظر ہے سرِ رہگذر یا نبی

ضیا رُوئے منوّر کی چراغِ طُورِ سینا ہے

اَدا زُلفِ معنبر کی سوادِ چشمِ موسیٰ ہے

یہ وہ حادث ہے جو ذاتِ قدم کا عین منشا ہے

یہ وہ بندہ ہے جس کے حُسن پر اللہ شیدا ہے

انہی آنکھوں میں پوشیدہ خدائی کا تماشا ہے

وہی اہلِ نظر ہے جس نے رُوئے پاک دیکھا ہے

سرورِ والضحیٰ ان کے تبسُّم کا اُجالا ہے

مقامِ قابَ قوسین ان کے ابرُو کا اشارا ہے

چلا جو ان کے نقشِ پا پہ وہ پہنچا سرِ منزل

جو بن جائے غلام ان کا وہی اللہ والا ہے

بلندی گنبدِ خضرا کی دو عالم سے ہے اُونچی

اگر اونچا ہے کوئی اس سے وہ عرشِ معلّیٰ ہے

کیے ہیں پاک ضربِ لاَ سے کتنے بتکدے دل کے

پھر اِلاَّ اللہ سے توحید کا سکّہ جمایا ہے

قسم اس قدِ بے سایہ کی تجھ کو دیدۂ بینا

محمدؐ مصطفےٰ خود ہی سراپا حق کا سایہ ہے

سگِ کُوئے مدینہ کی اگر خاکِ قدم ملتی

تو ہم یہ سوچتے بیہوش بھی تقدیر والا ہے

شاہ کارِ قدم اک نگاہِ کرم با ادب عرض پیرا ہیں سرکار میں
رحمتِ دو جہاں تا بہ کے امتحاں ہم غلاموں کی کشتی ہے منجدھار میں
نازِ حرمین ہو، جدِّ حسنین ہو، صاحبِ منزلِ قابَ قوسین ہو
نورِ کونین ہو، روحِ دارین ہو، تم سے ہے رنگ و بو حق کے گلزار میں
آج ازل سے ابد تک سلف اور خلف دیکھ لے احمدِ مجتبیٰ کا شرف
منزلِ قربِ ادنیٰ پہ گم ہو گئی عبدیت آپ کی حق کے دیدار میں
وہ جو نبیوں میں سب سے طرحدار ہے سب سے بڑھ کر جو آگاہِ اسرار ہے
اپنی امت کا ہمدرد و غمخوار ہے جس کا ہمسر نہیں خُلق میں پیار میں
وہ محمدؐ جو عالم کے مختار ہیں انبیائے زمانہ کے سردار ہیں
جن کو عرشِ معلیٰ پہ بلوایا خالقِ کل نے خود شوقِ دیدار میں
کوئی یوسف نہیں شاہِ دنیا و دیں یہ ہیں مہرِ عرب ماہِ کنعاں نہیں
ان کا طالب خدا ہے زلیخا نہیں یہ ہیں یکتا دو عالم کے بازار میں
جاں بہ لب دردِ فرقت سے بیہوش ہے دل ہیں لیکن ابھی یاد کا جوش ہے
پائے اقدس کی آہٹ سے اُٹھ جائے گا ہوش اتنا تو باقی ہے بیمار میں

یہ بزمِ جہاں کس کی خاطر اس طرح سجائی جاتی ہے
اک رحمت کی نورانی گھٹا کو زمین پہ چھائی جاتی ہے

روشن ہوا کس کے جلووں سے یہ ارض و سما کا ہر گوشہ
اے طور نقابِ حسنِ ازل کیا آج اٹھائی جاتی ہے

اعلان ہے کس کی آمد کا عیسیٰ کی زباں پر صلِ علیٰ
کس کی تجلی عالم کو بے پردہ دکھائی جاتی ہے

میخانۂ ہستی میں شاید ساقی کا کرم اب عام ہوا
توحید کی مے متوالوں کو جی بھر کے پلائی جاتی ہے

سن کر بھی سوال فرشتوں کا میں دید میں گم ہو جاؤں گا
سنتا ہوں لحد میں حضرت کی تصویر دکھائی جاتی ہے

یہ جوشِ کرم ہے محشر میں اس بارشِ رحمت کا صدقہ
بگڑی ہوئی ہر اک عاصی کی تقدیر بنائی جاتی ہے

بے ہوش کرو اب ہوش و خرد قربان جنوں کی راہوں پر
انورؔ کی دولت اللہ کی راہوں میں لٹائی جاتی ہے

ازل میں جب ظہورِ ذاتِ حضرت کا سوال آیا
تو اس سانچے میں ڈھلنے خود ہی نورِ ذوالجلال آیا

اندھیرے چھٹ گئے سارا زمانہ ہوگیا روشن
ابھر کر جب حرا کے غار سے بدرِ کمال آیا

ضیا توحید کی آنکھوں میں تھی اور ہاتھ میں قرآں
پئے تعمیرِ انساں اب مکمل حال و قال آیا

معلم ہے جو دستورِ حیاتِ اجتماعی کا
وہ امی مرتبت شیریں دہاں شیریں مقال آیا

یہی آدم سے پہلے ہے یہی عیسیٰ کے آخر ہے
ملا ماضی نہ مستقبل سراپا بن کے حال آیا

بسیط ایسا کہ ہر شے میں ہے اسکے نور کا جلوہ
فرید ایسا کہ ہر شے سے جدا وہ بے مثال آیا

تصدق ہوگیا بیہوش گر کر ان کے قدموں پر
تصور میں بھی یہ آرزو دل کی نکال آیا

نگاہِ انبیا جس حُسنِ کامل کو ترستی ہے
اسی کے نُور سے روشن ہمارے دل کی بستی ہے
نہ پوچھو کیوں نظر دیدِ محمدؐ کو ترستی ہے
یہی تو خالقِ کونین کی محبوب بستی ہے
قدومِ پاکؐ سے نعلین چمٹی، عرش تک پہنچی
سمجھ لو اہلِ نسبت کی کہاں تک پیش دستی ہے
جو ہو لرزش لبوں کو رحمتِ حق دوڑتی آئے
جو ابرو کو ہو جُنبش دیر تک رحمت برستی ہے
شریعت آپ کی دُنیا کی ہر نعمت سے ہے افضل
محبت آپؐ کی لیں، جان دے کر بھی تو سستی ہے
رسالت کا نہ ہو اقرار جس میں وہ عبادت کیا
بلا حُبِّ نبیؐ، ہر حق پرستی خود پرستی ہے
ہے معراجِ محبت آپؐ ہی کی پیروی اے دل
نبیؐ کا بڑھ کے دامن تھام لے یہ عین مستی ہے
نبیؐ کے چاہنے والوں کی صورت چھُپ نہیں سکتی
ہیں لب خاموش آنکھیں نم، نظر سے مے برستی ہے
محبت آپؐ کی، حق کی عطا ہے، یا رسُول اللہؐ
حقیقت میں یہ لاقیمت ہے، مہنگی ہے نہ سستی ہے
نہ چھیڑو حضرتِ بے ہوش کو، بے ہوش رہنے دو
کہ شامل بے خودی میں عشقِ احمدؐ ہی کی مستی ہے

تمہاری صورتِ زیبا پہ نازاں حق کی قدرت تھی
جہانِ آب و گل میں نور کی یہ ایک صورت تھی

یہ مانا اُن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
مگر یہ بھیجنے والے کی بھی ہم پر عنایت تھی

تمہارے چاہنے والے نہ پلٹے جادۂ حق سے
اذیت جسم پر لب پر احد دل میں صداقت تھی

مسلسل سنگ باری پر دعائیں دیں یہ طائف میں
خدا شاہد ہے اُمت سے تمہیں کتنی محبت تھی

دیا درسِ عمل اُمت کو پہلے خود عمل کر کے
کہ دن بھر کارِ امت رات بھر حق کی عبادت تھی

بجوہ اِن امت کا صلہ جنت سہی لیکن
گنہگاروں کی قسمت میں تو حضرت کی شفاعت تھی

تعجب کیا اگر چپکا کمر سے آگیا باہر
یہ نوری جسم پر پتھر بندھا تھا اس پہ حیرت تھی

حنین و بدر و خیبر ہو کہ خندق کا غزوہ ہو
تمہارا سامنا کرتا کوئی کس میں ہمت تھی

فرشتے دیکھ کر بے ہوش کو محشر میں بول اُٹھے
کہ آخر وقت بھی اس کے لبوں پر مدحِ حضرت تھی

اے ذوقِ نظر آج یہ کیا دیکھ رہا ہوں
تا حدِ نظر ان کی ضیا دیکھ رہا ہوں

خود اپنے تصور کی ادا دیکھ رہا ہوں
ہر سمت مدینے کی فضا دیکھ رہا ہوں

اس رحمتِ عالم کے قدم کی ہے یہ برکت
با وصفِ خطا حق کی عطا دیکھ رہا ہوں

ترحیب کے انوار سے اب قلب و نظر میں
ہر آن اک عالم ہی نیا دیکھ رہا ہوں

کیا مجھ کو ڈرائیں گے یہ باطل کے اندھیرے
روشن ہے محبت کا دیا دیکھ رہا ہوں

جو پیروِ سنت ہے وہ بیشک ہے تمہارا
اب عظمتِ انجامِ وفا دیکھ رہا ہوں

ہر نقشِ قدم بن گیا اک شمعِ ہدایت
اس راہ سے یہ کون گیا دیکھ رہا ہوں

اے گردشِ ایام ستم پر نہ ہو نازاں
میں جانبِ سرکار ذرا دیکھ رہا ہوں

بے ہوش ہوں اتنا تو ابھی ہوشِ نظر ہے
ہر شے میں محمدؐ کی ضیا دیکھ رہا ہوں

مرے ظلمت کدے کو روشنی انور کی سحر دیدو
تمہیں ہر شے میں دیکھوں یا نبی ایسی نظر دیدو

تمہارا نور ہی صورت گرِ ہر شے ہے سنتے ہیں
تمہارے نور کا صدقہ ہمیں اپنی خبر دے دو

تڑپ کر جب کبھی آواز دوں اٹھ جائیں سب پردے
کم از کم جذبۂ دل میں مرے اتنا اثر دے دو

ہمیشہ دیکھنے والے نے تم کو عرش پر دیکھا
نہ دیکھو یا رسول اللہ نگاہِ معتبر دے دو

عمل کی منزلوں سے دور ہیں پھر قافلے والے
خدارا سوئے منزل پھر انھیں اذنِ سفر دے دو

تمہارے عشق ہی سے عبد و رب کا ربط ہے محکم
اب اک اک امتی کو تو بس چشمِ تر دے دو

پڑا ہے در پہ اک بے ہوش امیدِ شفاعت میں
کرم کا اک سہارا اس کو یا خیر البشر دے دو

را سے جو بدرِ کمال آ رہا ہے — فضاؤں پہ حُسن و جمال آ رہا ہے

مدؐ کا دل میں خیال آ رہا ہے — خوشی سے نگاہوں کو حال آ رہا ہے

ب مازاغ کہ دونوں آنکھوں میں سرمہ — پے دیدِ حق بے مثال آ رہا ہے

مکمل شریعت کا منشور لے کر — سوئے خلق فرخندہ فال آ رہا ہے

وہ گونجی صدا چار سو لا الٰہ کی — کوئی صاحبِ حال و قال آ رہا ہے

میں آتش کدے سرد بُت سرنگوں ہیں — نبی نائبِ ذوالجلال آ رہا ہے

ب نورِ مجسم کے کاندھے پہ کملی — شہنشاہِ کُل خوش خصال آ رہا ہے

ب تابندہ حسنِ عمل کا ستارا — بدی اور شر پہ زوال آ رہا ہے

یہ بے ہوش بھی آپ کے در پہ آقا
بہ اُمیدِ بذل و نوال آ رہا ہے

نبیوںؑ میں نبیؐ میرا ذی شان نرالا ہے
اس ذات کا ہر نقشہ ہر آن نرالا ہے
اس نورِ مجرد سے موجود دو عالم ہیں
حضرتؐ کا دو عالم پر احسان نرالا ہے
ممکن کے سراپا میں واجب کی ادائیں ہیں
یہ واجب و ممکن کا اذعان نرالا ہے
اصحاب کی نظریں ہیں چہرے محمدؐ کا
تفسیر نرالی ہے قرآن نرالا ہے
جو تیغ بکف آئے قدموں سے لپٹ جائے
ان سرمگیں آنکھوں کا فیضان نرالا ہے
جب ناخدا خود ہی کشتی کا نگہباں بھی
کیا خوف جو ہو جس کا طوفان نرالا ہے
صبر ان کا نہیں تھکتا، تھکتی ہیں جفائیں خود
آقا کے غلاموں کا ایمان نرالا ہے
مسواک اور اک کوزہ اک بوریا اک کملی
کونین کے مالک کا سامان نرالا ہے
دیدار نہ ہو جب تک جاں تن سے نہ نکلے گی
یہ عشق و محبت کا ایقان نرالا ہے

کسی نے کُن کا نغمہ گنگنا کر
تمہی کو پہلے دیکھا مُسکرا کر

تمھیں خالق نے آئینہ بنا کر
خود اپنا حسن دیکھا مُسکرا کر

یہ کون آیا اُجالا لے کے دل میں
چراغِ بزم کانپے جھلملا کر

نظر نے عرش کا پایا ہے زینہ
سوادِ گنبدِ خضرا کو پا کر

الٰہی طور موسیٰ کو مبارک
ہمیں تو جلوۂ فاراں عطا کر

یہی طیبہ کے آدابِ سفر ہیں
کہ ایک اک خار پلکوں سے چُنا کر

اگر سرکار سے ملنا ہے تجھکو
کسی اللہ والے سے ملا کر

رواں عصیاں پہ تھے اشکِ ندامت
کہا رحمت نے ہنس کر پھر خطا کر

تو اک بے ہوش اور اُن کی تمنا
کچھ اپنے ہوش کی پہلے دوا کر

وقیع عرش کے نیچے یہی مدینہ ہے
رفیع تر ز فلک آج بھی مدینہ ہے

بہ ہر مقام دو عالم کا نور ہے سرکار
بہ ہر لحاظ ضیائے نبی مدینہ ہے

ہے ذاتِ فخرِ نبوت اگر سراج منیر
اسی سراج کی اک روشنی مدینہ ہے

ہر ایک ذرے میں ہے عکس زندگی پیدا
کہ جو زمیں کے لئے زندگی مدینہ ہے

مدینہ علم کا ہے ذاتِ سرورِ عالم
جہاں میں مرکزِ حق آگہی مدینہ ہے

کبھی نبی کا تصور کبھی خدا کا خیال
یہ دل مرا کبھی کعبہ کبھی مدینہ ہے

یہ ایک دل مرا بے ہوش یہ بھی ہے وہ بھی
جنوں میں کعبہ دمِ آگہی مدینہ ہے

وصالِ طالب و مطلوب ہے شبِ معراج
مثالِ جلوۂ محبوب ہے شبِ معراج

ہیں کون مقتدی اور کون ہے امام ان کا
خود انبیا کو بھی مرغوب ہے شبِ معراج

مقامِ سدرہ سے آگے نہ بڑھ سکے جبریل
فقط حضور سے منسوب ہے شبِ معراج

نگاہ ملتے ہی مازاغ کا ہوا اعلان
یہ امتحانِ منظر خوب ہے شبِ معراج

ہر اعتبار کا قوسین پر اٹھا پردہ
جہاں ہے رب وہیں مربوب ہے شبِ معراج

نماز صاحبِ معراج ہی کا تحفہ ہے
ضیائے دیدۂ محبوب ہے شبِ معراج

سمجھ میں آیا ہے بے ہوش کے یہی نکتہ
تعینات کی جاروب ہے شبِ معراج

عرشِ اعلیٰ پہ ہے حضرت کا قدم آج کی رات
امتی جتنا کرم ہو نہیں ہے کم آج کی رات
عبد و رب میں نہ رہا پردہ حائل کوئی
قاب قوسین کی روداد کا اجمال ہے یہ
کھل گیا رازِ الیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ ہے
دیکھ کر نازشِ آدم کی یہ شانِ پرواز
آپ کے صدقے میں امت نے بھی پایا عروج
سن کے اعلان کہ مومن کی ہے معراج نماز

کھل گیا طائرِ سدرہ کا بھرم آج کی رات
سامنے حق کے ہیں سلطانِ اُمم آج کی رات
مٹ گیا فرقِ حدوث اور قدم آج کی رات
ہو گئے عاشق و معشوق بہم آج کی رات
ذاتِ حق خود ہوئی مائل بہ کرم آج کی رات
گھٹ گیا سینے میں ابلیس کا دم آج کی رات
خیرِ امت کا لقب پا گئے ہم آج کی رات
رقص کرنے لگے خود لوح و قلم آج کی رات

نسبتِ نقشِ قدم ہی کو سمجھ لے بیہوش
تجھ کو نعلینِ محمدؐ کی قسم آج کی رات

کور باطن کی محمدؐ پہ نظر کچھ بھی نہیں
امتیازِ خزف و لعل و گہر کچھ بھی نہیں

عرش تک نسبتِ سرکارؐ نے پہنچایا ہمیں
ورنہ یاں قوتِ پروازِ نہ پر کچھ بھی نہیں

چشمِ بینا میں ہے ہر آن اُنہی کا جلوہ
زُلف و عارض کے سوا شام و سحر کچھ بھی نہیں

قابلیات الٰہی کا ہیں مظہر سرکارؐ
جب اِدھر کچھ بھی نہیں ہے تو اُدھر کچھ بھی نہیں

خانۂ دل کی ہے تعمیر محمدؐ کے لیے
جب مکیں اِس میں نہیں ہے تو یہ گھر کچھ بھی نہیں

بات ان کی ہی سنو حسن انہی کا دیکھو
یہ میسر جو نہ ہو سمع و بصر کچھ بھی نہیں

وہ عبادت ہی نہیں جس میں نہیں عشقِ نبیؐ
ایسی بے روح عبادت کا ثمر کچھ بھی نہیں

حق کے محبوب کو مطلوبِ زلیخا نہ سمجھ
حُسنِ یوسف بھی ہے مشہور مگر کچھ بھی نہیں

میں ہوں بے ہوش مگر ہوش مکمل ہیں حضورؐ
ذاتِ خورشید کی ذرّے کو خبر کچھ بھی نہیں

جب وہ محبوبِ خدا حشر میں آیا ہوگا
شوقِ پا بوسی میں نبضِ حشر بھی اٹھا ہوگا

منتظر بہر شفاعت وہی آتا ہوگا
عبد و معبود میں جو برزخِ کبریٰ ہوگا

چشم مازاغ نے جب عرش پہ دیکھا ہوگا
رشک اس دید پہ موسیٰ کو بھی آیا ہوگا

کچھ نہ پاؤں گا خدا سے بھی غمِ عشقِ نبی
وہ بھی قسمت سے انھیں چاہنے والا ہوگا

تیرگی ہجر کی کچھ راس نہ آئے گی مجھے
ہر طرف ان کے تصور کا اجالا ہوگا

میں پہونچ جاؤں مدینے میں اگر قسمت ہے
قابلِ دید محبت کا تماشا ہوگا

مرضِ عشق میں دم توڑ کے پالیگا شفا
تیرا بیمار نہ منت کشِ عیسیٰ ہوگا

رات بھر رقصِ مسلسل میں تھی مصروف حیات
حال میرا مرے سرکار نے پوچھا ہوگا

اب بہت دور نہیں روزِ قیامت بیہوش
عام اس روز تو سرکار کا جلوہ ہوگا

اگر کُنتُ نبیاً ہے بنائے احمدِ مرسل
بتائے پھر بھی کوئی ابتدائے احمدِ مرسل

ازل سے تا ابد جو بھی رہے گا بس وہی جانے
کسے معلوم ہے رازِ بقائے احمدِ مرسل

وہ سب کے ساتھ چلتے آئے ہیں آدمؑ سے عیسیٰؑ تک
مگر آیا نہ کوئی در قفائے احمدِ مرسل

نہ فرماتا تو واقف کون ہوتا مَا رَمَیتَ سے
خدا خود بن گیا پردہ کشائے احمدِ مرسل

قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ سے حُبِ ذات ظاہر ہے
پسندِ رب ہے گویا ہر ادائے احمدِ مرسل

اگر ہو خاتمہ بالخیر کافی ہے گنہگارو!
رہو گے حشر میں زیرِ لوائے احمدِ مرسل

بقولِ مَن رَانی صرف اللہ ہی کو پاؤ گے
نہیں ہے دوسرا کوئی بجائے احمدِ مرسل

وہی دیندار ہے مومن ہے اور اللہ والا ہے
نگاہوں میں ہے جس کی نقشِ پائے احمدِ مرسل

لیا ہے میں نے ہوشِ دید اب ہوشِ خودی دے کر
یہ ہے بیہوشؔ نذرانہ برائے احمدِ مرسل

نورِ رب شکل میں انسان رسولِ عربی
نہیں آساں تری پہچان رسولِ عربی

یہ ہدایت کا ہے فیضان رسولِ عربی
آدمی بن گیا انسان رسولِ عربی

چشمِ موسیٰ کے لئے طورِ تجلی ہو تم
یدِ بیضا کی ہو تم جان رسولِ عربی

امتی آپ کا ہوں خاتمہ بالخیر تو ہو
کم سے کم اتنا ہو احسان رسولِ عربی

ہو گیا ایک اشارے سے قمر دو ٹکڑے
سر بہ سر قدرتِ سبحان رسولِ عربی

کچھ نہ تھا ساتھ مرے حشر میں نسبت کے سوا
کام آیا یہی سامان رسولِ عربی

فرش سے عرش تلک سوچئے کس کس کو تھا
آپ کی دید کا ارمان رسولِ عربی

مختصر قصہ یہی ہے کہ عمر کا اسلام
جنبشِ لب کا ہے فیضان رسولِ عربی

موت سے پہلے مدینے کا نظارا ہو جائے
یہ ہے بے ہوش کا ارمان رسولِ عربی

بحر و بر ارض و سما پر ہے احسانِ رسول
ہے نمودِ ہر دو عالم فیضِ چشمانِ رسول

ہے مرے دل کی تجلی نورِ فرمانِ رسول
ہے نگاہوں کی بصیرت درسِ قرآنِ رسول

دامنِ رحمت کی وسعت کا ٹھکانا ہے کوئی
ساری امت آ گئی ہے زیرِ دامانِ رسول

مجھ کو جنت میں بھی یاد آئیگی طیبہ کی زمیں
گلشنِ رضواں سے بہتر ہے گلستانِ رسول

مقصدِ تخلیق ہے شاید مراتب نبی
جب سے ہے سینے میں دل، دل میں ہے ارمانِ رسول

دہر میں شمس و قمر پاتے ہیں جس سے روشنی
ہے سراپا نورِ حق وہ روئے تابانِ رسول

بادب جس در پہ جھکتی ہے فرشتوں کی جبیں
وہ مقدس آستاں ہے سب میں ایوانِ رسول

ہے صحابہ آئینہ گویا رسول اللہ کا
دیدہ ور اس آئینے میں دیکھ لے شانِ رسول۔

تھا محبت میں کسے بے ہوشیِ ہوشِ زندگی
ہو گیا ہوشِ خودی بھی آج قربانِ رسول

صورت گرِ ہر ذرہ ہیں انوارِ محمدؐ
عالم ہے اک آئینہ اظہارِ محمدؐ

ہر رنگ ہے اک نقشِ ضیا بارِ محمدؐ
ہر پھول ہے اک آئینہ بردارِ محمدؐ

محدود نہیں وسعتِ سرکارِ محمدؐ
خود عرشِ معلیٰ بھی ہے دربارِ محمدؐ

واجب کا ہے شہکار ظہورِ رشۂ لولاک
امکان کی تشکیل ہے شہکارِ محمدؐ

بربادِ محبت ہی کا حصّہ ہے سعادت
صحّت ہے اسی کی جو ہے بیمارِ محمدؐ

جبریل کو بے اذن حضوری نہیں ملتی
کس شان کی سرکار ہے سرکارِ محمدؐ

جنّت میں بھی دیدارِ خدا عام نہیں ہے
ہر جلوہ ہے لیکن پسِ دیوارِ محمدؐ

بے فیضِ رسالت کوئی بندہ نہیں بنتا
اللہ کا بندہ ہے وفادارِ محمدؐ

اعیان ہیں کیا صرف خطِ علم کا خاکہ
ہے کن فیکوں گردشِ پرکارِ محمدؐ

بیہوشؔ تک آ سکتی نہیں گرمیٔ دوزخ
ہے دامنِ رحمت میں گنہگارِ محمدؐ

تمہارا حُسن نورِ سرمدی ہے یا رسُولؐ اللہ
یہی دونوں جہاں کی زندگی ہے یا رسُولؐ اللہ

غمِ فردوس میں ہر مُتّقی ہے یا رسُولؐ اللہ
مری جنّت مدینے کی گلی ہے یا رسُولؐ اللہ

تمہاری راہ پر جو چل پڑا، اللہ تک پہنچا
تصدق تم پہ شانِ رہبری ہے یا رسُولؐ اللہ

وہی عارف ہے کامل ہے، مقرّب ہے وہی بندہ
تمہارا عِشق جس کی بندگی ہے یا رسُولؐ اللہ

تمہارے آستاں کی خاک جن آنکھوں کا سُرمہ ہے
انہی میں آج نورِ آگہی ہے یا رسُولؐ اللہ

خدا نے بخش دی ہر نعمتِ دُنیا و دیں تم کو!
اب اس اُمّت کو کس شے کی کمی ہے یا رسُولؐ اللہ

تمہارے نقشِ پا پر اولیا کو گامزن دیکھا
تمہارے نقشِ پا میں روشنی ہے یا رسُولؐ اللہ

امام الانبیا ہو تم تمہارا پُوچھنا کیا ہے
تمہارا مقتدی ہر اک نبی ہے یا رسُولؐ اللہ

یہ مانا بے عمل بے ہوش ہے نسبت تو محکم ہے
نہ بھُولو یہ تمہارا اُمّتی ہے یا رسُولؐ اللہ

تم ہی نورِ خدا ہو جاوداں اوّل سے آخر تک
تم ہی ہو ذاتِ وحدت کا نشاں اوّل سے آخر تک

تم ہی محبوبِ رب، مقصودِ اظہارِ مشیّت ہو
تم ہی سے ہے نمودِ این و آں اوّل سے آخر تک

نوازا ہے تمہیں اللہ نے تاجِ شفاعت سے
رہو اُمت پہ اپنی مہرباں اوّل سے آخر تک

شہِ لولاک بھی ہو اور ختم المرسلیں بھی ہو
بہر سو ہے تمہارا ہی بیاں اوّل سے آخر تک

یہ نقشِ مَا رَمَیتَ سے زمانے پر ہوا ظاہر
تم ہی ہو مظہرِ حق بے گماں اوّل سے آخر تک

یہ سینہ ہے کہ نورِ علمِ مطلق کا خزینہ ہے
تم ہی اللہ کے ہو رازداں اوّل سے آخر تک

وہ مکہ ہو، حرا ہو، ثور ہو، عرشِ معلّیٰ ہو،
سناتے ہیں تمہاری داستاں اول سے آخر تک

کرم فرمائیے در پر پڑا بیہوش ہے آقا!
رہا جو عشق میں وقفِ فغاں اول سے آخر تک

وہ جس کی ذاتِ اطہر شاہکارِ شانِ وحدت ہے
وہ جس کا نامِ اقدس اعتبارِ بزمِ کثرت ہے
وہ جس کی ہر نظر پردہ کشائے رازِ قدرت ہے
وہ جس کا ہر قدم سرمایہ دارِ دینِ فطرت ہے
وہ جس کا علم آئینہ بنا اوصافِ مطلق کا
وہ جس کا ہر عمل منصوبۂ تعمیرِ ملت ہے
ملا ہے خیرِ اُمت کا لقب جس کے غلاموں کو
وہ خیر الانبیاء، خیر الرسول فخرِ نبوت ہے
سراغِ منزلِ حق جس نے گمراہوں کو بتلایا
اسی کے نقشِ پا کا نور مشکوٰۃِ ہدایت ہے
وہ جس کی پیروی ہی نشاۃِ اولیٰ کی ضامن تھی
اسی کی پیروی میں نشاۃِ ثانی کی قوت ہے
حمیّت ہے نہ طاعت ہے نہ جانے حشر میں کیا ہو
نبیؐ کا سامنا کرنا قیامت میں قیامت ہے
ہے مہر و ماہ کی گردش میں خود درسِ عمل پنہاں
عمل ہی حسبِ سُنّت، وقت کی اہم ضرورت ہے
کرم کے واسطے بیہوش کچھ ہوشِ عمل تو ہو
یہ مانا شان ان کی سر سے پا تک حق کی رحمت ہے

اے نورِ حقیقت مہِ تابانِ رسالت — روشن ہے رُخِ پاک سے ایوانِ رسالت

اے پردہ درِ رازِ شبستانِ رسالت — تم ہی سے رسولوں پہ ہے فیضانِ رسالت

اے علم مجسم گلِ خندانِ رسالت — سرتاپا بہارِ چمنستانِ رسالت

ہر نقشِ قدم شمعِ درخشانِ رسالت — ہر جنبشِ لب جلوۂ عرفانِ رسالت

وہ روئے مبیں مظہرِ انوارِ الٰہی! — وہ لوحِ جبیں نیرِ تابانِ رسالت

آغاز یہ ہے آپ ہی عنوان ہے کن کا — اند آپ ہی پہ ختم ہے امکانِ رسالت

آدم ہوں کہ ہوں نوح براہیم کہ موسیٰ — ہر جسمِ رسالت میں ہو تم جانِ رسالت

تم مہرِ نبوت ہو کہ قائم ہے تم ہی سے — تابندگیٔ انجمِ رخشانِ رسالت

ہنگامہ ملائک میں تھا برپا شبِ معراج — ہر ایک تھا بے ساختہ قربانِ رسالت

اعجازِ مسیحا ہو کہ ہو یدِ بیضا — کس پر نہیں سرکار کا احسانِ رسالت

بے ہوش مجھے اب نہیں فردوس کی خواہش
حاصل ہے مجھے سایۂ دامانِ رسالت

جا رہا تھا کوئی طیبہ کی تمنا لے کر
منہ پہ ملتے تھے ملک خاکِ کفِ پا لے کر

اڑا رفرف جو سوئے عرشِ معلیٰ لے کر
رہ گیا اپنا سا منہ طائرِ سدرہ لے کر

بس گئی جس کی نظر میں قدِ رعنا کی ادا
کیا خوشی ہوگی اسے جلوۂ طوبیٰ لے کر

رمزِ معراج کسی کی نہ سمجھ میں آیا
واپس آئے ہیں نبی خود شبِ اسریٰ لے کر

ہوتا تعبیر سے کل نظمِ دو عالم برہم
تم نہ آتے بشریت کا جو پردہ لے کر

دیکھ کر تم کو سرِ طور نہ پہچانے کلیم
عمر بھر پھرتے رہے شمعِ تمنا لے کر

نورِ احمد ہی سے معمور ہے بزمِ امکاں
شرط ہے آئے کوئی دیدۂ بینا لے کر

اپنے محبوب کی قربت جو گوارا نہ ہوئی
حق نے تسکیں کے لئے رکھ لیا ساتھ لے کر

شورِ محشر سے کبھی ڈرتا نہیں ان کا بیہوش
کتنا باہوش ہے نسبت کا سہارا لے کر

نہ آیا راس جب اندازہ کوئی تیری عظمت کا
الف اللہ کا خود بن گیا پیمانہ قامت کا
ہے تابندہ ازل ہی سے ستارا میری قسمت کا
نہ پوچھو کب سے پروانہ ہوں میں شمعِ رسالت کا
بشر کی شکل میں نورِ مجسم ڈھل گیا شاید
گُماں ہوتا ہے ہر عادت پہ سب کو خرقِ عادت کا
محمدؐ مصطفٰے خود نفسِ رحمانی کا جلوہ ہے
کہیں انسان بھی ہوتا ہے ایسی شانِ رحمت کا
وہ نورانی جبیں جس پہ ہوئے لوح و قلم قرباں
وہ رخسارِ حسیں آئینہ ہے جو ربّ العزت کا
مدینہ اس زمیں پر اُس شہِ والا کا مسکن ہے
جہاں کے خار پر قربان ہے ہر پھول جنّت کا
پہنچ سکتا نہیں رُوح الامیں بھی اس بلندی تک
شبِ اسریٰ جہاں تک نقشِ پا پہنچا ہے حضرتؐ کا
امام الاولیں بھی اور ختم المرسلینؐ بھی ھیں
قدم سے سلسلہ ملتا ہے آغازِ نبوّت کا
مجھے بے ہوش ہی سمجھیں گے سب پائے محمدؐ پہ
سرِ محشر نظر آئے گا جلوہ ہوشِ نسبت کا

دولتِ کونین پاکر بھی کوئی رنجور ہے
مل گیا جس کو تمہارا غم وہی مسرور ہے

ہے بجا ان کا مریضِ غم اگر مغرور ہے
اک ثبوتِ ربطِ محکم دل کا ہر ناسور ہے

ان کے آتے ہی زمانہ حق سے روشن ہوگیا
اب سحر کے رُخ سے اگلی تیرگی کافور ہے

آپ ہی کا نور ہر شے کی حقیقت ہے تو پھر
آپکی نسبت سے کیا نزدیک ہے کیا دور ہے

سامنے آتے نہیں بے اذن جب روح الامیں
باریابی بے طلب ہو کس کا یہ مقدور ہے

دیکھئے غارِ حرا سے آرہے ہیں مصطفٰے
لب کی ہر جنبش سے ظاہر دین کا دستور ہے

یہ تو ہے بے خود اسے بیہوش کیوں کہتے ہیں لوگ
یہ تو شاید نشۂ عشقِ نبی میں چور ہے

لبِ عاصی کا ہر کانٹا شگفتہ پھول ہو جائے

نبی چاہیں تو میری ہر دعا مقبول ہو جائے

نگاہِ متقی بھی رشک سے دیکھے گی عاصی کو

توجہ حشر میں گر آپ کی مبذول ہو جائے

صدائیں یا محمدؐ کی سنائی دیں گی نس نس سے

جو دل میں جذب اُن کے عشق کا محلول ہو جائے

فضائے جنت الفردوس کو اس کی تمنا ہو

تمہاری پیروی جس عبد کا معمول ہو جائے

مرے آقا تمہارے عشق میں دل کی تمنا ہے

مٹے اپنا تمہارے راستے کی دھول ہو جائے

محمد مصطفےٰ کی چشمِ رحمت کا اثر دیکھو

بغرضِ قتل جو آئے وہی مقتول ہو جائے

محبت نے نبی کی کر دیا بے ہوش کو بے خود

کروں بھی عرض افسانہ برنگ طول ہو جائے

ہے کعبۂ اصحابِ صفا کوئے محمدؐ
ہے قبلۂ اربابِ وفا رُوئے محمدؐ

سرچشمۂ انوار ہے گر رُوئے محمدؐ
گنجینۂ اسرار ہیں گیسوئے محمدؐ

تابندگیٔ فکر و نظر ہے ترا صدقہ
اے کحلِ بصر خاکِ رہِ کوئے محمدؐ

وابستہ ہیں قدموں سے دو عالم کی بہاریں
ہر پھول سے کیوں آئے نہ خوشبوئے محمدؐ

تردید ہے باطل کی وہ اندازِ تکلم
توحید کی تلوار ہیں ابروئے محمدؐ

اک خواب پریشاں ہی سہی حشر کا میداں
سب بھول کے بڑھ جاؤنگا میں سوئے محمدؐ

پروا نہیں اس راہ میں جان تن سے نکل جائے
کم ہو نہ کبھی اے کششِ کوئے محمدؐ

نظریں تو ہر اک جلوے میں گم ہوتی ہیں لیکن
آنکھیں ہیں وہی دیکھ لیں جو روئے محمدؐ

کونین سے بیگانہ ہوں بے ہوش ہوں لیکن
ہے ہوش کا رُخ آٹھ پہر سوئے محمدؐ

دل سے گنبدِ خضرا جب قریب ہوتا ہے
اُن کی یاد کا لمحہ کچھ عجیب ہوتا ہے

جو مدینہ دیکھی ہے اُس نگاہ کے قرباں
خواب میں بھی یہ منظر کب نصیب ہوتا ہے

اُن کا چاہنے والا کیوں نہ ہو حق کو پیارا
جو حبیب کو چاہے وہ حبیب ہوتا ہے

کس قدر مجرب ہے ہر مریضِ غم اُن کا
سُنتے ہیں مسیحا کا وہ طبیب ہوتا ہے

یہ نبیؐ کی چاہت بھی کم نہیں معیّت سے
دل یہ فیضِ نسبت بھی کچھ عجیب ہوتا ہے

خود براق بنتا ہے عشقِ صاحبِ اسریٰ
عاشقِ محمدؐ سے رب قریب ہوتا ہے

شان ہی نرالی ہے طیبہ جانے والے کی
جا کے جو نہیں آتا خوش نصیب ہوتا ہے

رشک سے سلاطیں بھی تاج پھینک دیتے ہیں
دامنِ محمدؐ میں جب غریب ہوتا ہے

اپنی محویت کا بھی ہوش ہے مجھے بے ہوش
بے خودی کے عالم میں دل نقیب ہوتا ہے

چمک اٹھتا جو نہ خمِ سینہ تو کچھ اور حال ہوتا
جو نہ بنتا دل مدینہ تو کچھ اور حال ہوتا

نہ بکھرتے دونوں عالم نہ ابھرتا نقشِ خاتم
جو نہ بنتے تم نگینہ تو کچھ اور حال ہوتا

یہ ہے آپ ہی کی برکت جو نصیب ہے اخوت
وہی رہتا دل میں کینہ تو کچھ اور حال ہوتا

جو حضور کی رسالت حدِ عبدیت پہ آکر
نہ سکھاتی ہر قرینہ تو کچھ اور حال ہوتا

یہ تھی میرے دل کی حسرت کہ جہاں ہے بحرِ رحمت
وہیں ڈوبتا سفینہ تو کچھ اور حال ہوتا

سرِ عرش و فرش ہر سو ملی آپ ہی کی خوشبو
نہ ٹپکتا گر پسینہ تو کچھ اور حال ہوتا

مرا ذوق سرمدی ہے مرا عشق احمدی ہے
جو نہ بنتا یہ خزینہ تو کچھ اور حال ہوتا

نقط آپ کا تصور مجھے کر گیا ہے بیہوش
جو پہونچتا میں مدینہ تو کچھ اور حال ہوتا

کس منہ سے مصطفیٰ کا فسانہ سناؤں میں
ممکن نہیں حجابِ حقیقت اٹھاؤں میں

کیوں آپ سے نہ مانگوں کہ ہیں آپ وسیلہ
پروا نہیں جو شرک کی تہمت اٹھاؤں میں

پہونچے مدد کو دوڑ کے اللہ کا کرم
اک بار یا نبی کا جو نعرہ لگاؤں میں

لب پر ہیں چھالے دل میں محبت کی آگ ہے
اب داستانِ ہجرِ نبی کیا سناؤں میں

اے کاش کر سکوں جو رخِ پاک بے نقاب
ایک ایک ذرّے کو یدِ بیضا بناؤں میں

ٹوٹے کبھی نہ بارشِ رحمت کا سلسلہ
قسمت درِ نبی پہ اگر آزماؤں میں

طوفاں کی موج ہی مرا ساحل ہے یا نبی
ساحل پہ دیکھوں جو تمہیں ڈوب جاؤں میں

کیا آفتابِ حشر جہنم بھی سرد ہو
محشر میں لیکے آؤں جو طیبہ کی چھاؤں میں

اک بار دیکھ کر تمہیں بے ہوش ہی رہوں
اب دیکھنا کسے ہے جو اپنے میں آؤں میں

جب اپنے غلاموں پر شفقت وہ فخرِ رسالت کرتے ہیں
خود فتنہ و شر آگے بڑھ کر امت کی حفاظت کرتے ہیں

وہ گرمیٔ محشر کی شدت سب تشنہ دہن ہیں جاں بلب
وہ خلقِ مجسم کوثر کا خود جام عنایت کرتے ہیں

اس گنبدِ خضرا کا پایا رتبے میں ہے سدرہ سے اونچا
جبریلِ امیں بھی اس در پر اظہارِ عقیدت کرتے ہیں

اے حسنِ ازل کے دیوانو محبوب کا رتبہ کیا جانو
حورانِ ارم کُل جن و ملک سب ان کی خدمت کرتے ہیں

عاصی تو گناہ پہ نادم ہے اور بارِ گنہ سے سر خم ہے
یہ ان کا کرم بھی کیا کم ہے اس کی بھی شفاعت کرتے ہیں

اس حسنِ مکمل کے قرباں دیدار کا ہے سب کو ارماں
عاشق ہیں اُدیسِ قرنی بھی بن دیکھے محبت کرتے ہیں

خود خالقِ کُل ہے محوِ ثنا قرآں ہے ان کا مدح سرا
یہ جان کے نسبت کی خاطر بیہوش بھی مدحت کرتے ہیں

دیا تھا حضرتِ عیسیٰ نے مژدہ ان کی آمد کا
وہ خود تھے اک تماشا جلوہ حُسنِ محمدؐ کا

مقام ان کا ہے اعلیٰ سب سے ایوانِ نبوت میں
خدا کے عرش سے رشتہ بندھا ہے انکی مسند کا

نکیر و پوچھتے کیا ہو اگر لوں نام ان کا میں
چمک جائیگا ایک اک ذرہ میری خاکِ مرقد کا

وہ محبوبِ خدا ہیں نام کی تاثیر کیا کہنا
کہ ہر مشکل ہوئی آساں لیا جب نام احمدؐ کا

ڈرائیگی ہمیں کیا آفتابِ حشر کی گرمی
سروں پر اپنے سایہ حشر تک ہے سبز گنبد کا

محمدؐ کی نبوت کا تعین لا تعین ہے
الوہیت کی حد میں ہے تعین ان کی سرحد کا

اگر بے ہوش رویت ہو تجھے ہوشِ مکمل کی
تعجب کیا مقدر جاگ اُٹھے ہوشِ مقید کا

پوری زمیں ہے جلوۂ فیضانِ مصطفےٰ — یہ آسماں ہے سایۂ دامانِ مصطفےٰ

یہ خار و گل یہ برگ و ثمر یہ شجر حجر — یکساں ہے سب پہ فیضِ بہارانِ مصطفےٰ

نظریں ملی ہوئی ہیں محب اور حبیب کی — یہ محوِ دیدِ حق ہیں وہ خواہانِ مصطفےٰ

اس نقر پر تو دولتِ کونین ہے نثار، — ذات و صفات ہیں سر و سامانِ مصطفےٰ

ظاہر ہوا ہے نور مقامات جمع سے — تفصیل بن گئی ہے گلستانِ مصطفےٰ

پردے میں گنجِ مخفی کے پنہاں تھی ذاتِ حق — پردہ اٹھا دیا ہے بعنوانِ مصطفےٰ

نا چیز ان کے نور سے اک چیز بن گیا — ہر چیز کا وجود ہے احسانِ مصطفےٰ

خلوت ہے عرش فرش ہے محفل حضور کی — ہے ارضِ پاکِ طیبہ شبستانِ مصطفےٰ

بے ہوش کا یہ ہوش بھی ان کا کمال ہے

ہے بے خودی میں آج ثنا خوانِ مصطفےٰ

محمدؐ اصل میں مظہر ہیں شانِ کبریائی کے
یہ محبوبِ خدا محبوب ہیں ساری خدائی کے

کھلے قرآں سے جب اوصاف شانِ مصطفائی کے
سلیقے ہاتھ آئے آپ کی مدحت سرائی کے

نبوت کا ادا حق کر دیا وہ نکتے سمجھائے
صفات و ذات کے علم و عمل کے پارسائی کے

اک ابرو کے اشارے پر ہوئے ہیں چاند کے ٹکڑے
عبودیت کی منزل میں ہیں جلوے کبریائی کے

نبی کی ذات میں ہر وصف خالق کا تھا پوشیدہ
یہ شانِ عبدیت ظاہر ہوئے جلوے خدائی کے

سرمس کی اک نظر میں قسمتِ امت پلٹ جائے
ان آنکھوں میں ہیں ساماں خلق کی حاجت روائی کے

میں ہوں بے ہوش لیکن مجھ کو نسبت ہوش کل سے ہے
ہے بے ہوشی میں بھی میری تماشے رہنمائی کے

دھن میں کھو جاؤں تو تکمیل عبادت ہو جائے
دیکھ لوں ان کو تو اللہ کی رؤیت ہو جائے

طیبہ آنے کی اگر مجھ کو اجازت ہو جائے
میرے حق میں بھی بخشش کی بشارت ہو جائے

لاکھ طوفان اٹھیں ہاتھ سے دامن نہ چھٹے
سو تھپیڑوں پہ بھی محکم مری نسبت ہو جائے

خیر گزری کہ نہیں عام نبی کا عرفاں
ورنہ منکر کو بھی حضرت سے محبت ہو جائے

ہر نیا جلوہ نبی کا ہے تجدد کی بہار
پردہ اٹھ جائے اگر رخ سے قیامت ہو جائے

بندے سب قرب خدا سے رہیں دائم محروم
درمیاں سے جو الگ ربط نبوت ہو جائے

اُن کی عظمت کا قیامت میں اُٹھے گا پردہ
ہم تو کیا ان کی رسولوں کو ضرورت ہو جائے

نگہ قادر مطلق کا بنے وہ مرکز
جس پہ سرکار کی اک چشم عنایت ہو جائے

نقش طیبہ لیے گر خلد میں پہونچوں بے ہوش
شرم سے اور ہی کچھ خلد کی صورت ہو جائے

توحید کیا ہے دوست سے قربِ کمالِ دوست
تخلیق کیا ہے جلوۂ شانِ جمالِ دوست

کچھ اور کھل کے سامنے آیا ہے حالِ دوست
بدلی الف سے فہم میں میرے جو دالِ دوست

کچھ عرش نے کبھی دیکھی ہے شانِ جمالِ دوست
ہے آنکھ میں جو سرمۂ خاکِ نعالِ دوست

یکتا ہے خود حبیب کا سایہ کہاں سے آئے
ہے صرف ذاتِ دوست ہی گویا مثالِ دوست

معراج اک بہانہ تھی خلوت کی سیر کا
جلوت میں کب ملا نہ تھا قربِ وصالِ دوست

ہر بزم میں شخص و عکس کی نظریں ملی ہوئیں
ہر آن دوست کو ہے برابر خیالِ دوست

بے ہوش اپنے جسم سے گو بے خبر سہی
نگراں اس کے پھر بھی ہیں روح و مثالِ دوست

کسے تاب نظر جو دیکھا جلوے محمدؐ کے
بنا مہر و مہ نظروں پہ ہیں پردے محمدؐ کے

عبودیت میں یہ قوسین کے نقشے محمدؐ کے
قدم ہیں عرش پر اور فرش پر سجدے محمدؐ کے

نگاہِ عام نے تو صرف صبح و شام سمجھا ہے
نظر والوں نے اس میں زلف و رخ دیکھے محمدؐ کے

نہ پوچھو ان کا پیرو قرب کی کس راہ تک پہنچا
یہ سمجھو سر نشیں پا آخر کہاں پہنچے محمدؐ کے

شفاعت، مغفرت، رحمت، کرم اور ساغرِ کوثر
ملیں گے حشر میں امت کو یہ تحفے محمدؐ کے

گنہگارانِ امت پر کرم دیکھیں گے جب حق کا
کہیں گے انبیا کاش امتی ہوتے محمدؐ کے

ستارے آسماں سے ٹوٹنے کا ہے یہی باعث
اترتے ہیں فلک سے رات بھر صدقے محمدؐ کے

نہ جانے کب سے تھی اس کو تمنا ان کے تلووں کی
لیے آنکھوں سے اپنی عرش نے تلوے محمدؐ کے

سرِ بے ہوش جب دیکھا ملک نے پائے اقدس پر
کہا کب ہوش میں رہتے ہیں دیوانے محمدؐ کے

ہر ایک دل ہے عشق میں دیوانۂ حضورؐ
ہر شمعِ کائنات ہے پروانۂ حضورؐ

دونوں جہاں اگرچہ ہیں کاشانۂ حضورؐ
لیکن ہے عرش خود بھی نبی خانۂ حضورؐ

کیا نذر دے گا ان کو کوئی مدعیٔ عشق
جز اتباع کچھ نہیں نذرانۂ حضورؐ

ٹکڑے قمر ہو مہر پلٹ آئے حکم پر
یہ بھی ہے اک جلالتِ شاہانۂ حضورؐ

پتھر بندھا ہے شاہِ دو عالم کے پیٹ پر
اس شان پر یہ رنگِ فقیرانۂ حضورؐ

محدود ہیں لوح و قلم اس کے باوجود
تا حشر ختم ہوگا نہ افسانۂ حضورؐ

ساقی نے کس کو جام پلایا ہے بجز اویسؓ
ایسا ہے کوئی اور بھی مستانۂ حضورؐ

جو چاہے بڑھ کے بادۂ وحدت کا جام لے
ہے رات دن کھلا ہوا میخانۂ حضورؐ

پوچھیں گے اہلِ خلد یہ بیہوش کون ہے
رضواں کہے گا یہ بھی ہے دیوانۂ حضورؐ

نقشِ قدم جو آپ کا پایا نہیں حضورؐ
وہ بارگاہِ قدس میں پہونچا نہیں حضورؐ

جس دل میں جلوہ گر نہیں عشقِ محمدیؐ
نورِ خدا کا اس میں اُجالا نہیں حضورؐ

کہتے ہیں جس کو عیسیٔ دوراں تمام لوگ
بیمار آپ کا ہے مسیحا نہیں حضورؐ

کشتیٔ نوح لغزشِ آدم کا مرحلہ
کس کس کو آپ ہی نے بچایا نہیں حضورؐ

دنیا بدل دی آپ کے فیضِ نگاہ نے
انساں کو یوں کسی نے سنوارا نہیں حضورؐ

نورِ قدم کی خود بشریت بنی حجاب
جا کر کسی نے پردے میں جھانکا نہیں حضورؐ

آئی اک التجا لبِ بیہوش تک مگر
پاسِ ادب سے عرض کا یارا نہیں حضورؐ

دیکھنا ہو نبی کو اگر، مانگ لاؤ خدا سے منظر

مجھ سے نزدیک ہیں اس قدر جیسے میں آنکھ ہوں وہ نظر

اُن کا نقشِ قدم مل گیا عرشِ اعلیٰ پہ ہے میرا سر

چشمِ ظاہر پریشان ہے وہ بشر ہیں کہ خیر البشر

درد کی حد پہ وہ مل گئے خود مرض بن گیا چارہ گر

دل میں اپنے بنا راستہ بند ہے سبز گنبد کا در

قابَ قوسین پر شک ہوا وہ خدا تو نہیں ہیں مگر

جب ہیں دونوں جہاں آپ سے کیا نچھاور کروں آپ پر

دیدِ حق کی تمنا گئی، حق کو دیکھا تمہیں دیکھ کر

گر پڑا در پہ بے ہوش میں

ہوشِ نسبت ہے تنہا اُدھر

عشق میں جو خودی کو کھو بیٹھے
وہ نبی سے قریب ہو بیٹھے

دونوں آنکھیں انہی کی ہیں روشن
دل میں جو آپ کو سمو بیٹھے

اس قدر روئے اُن کی یاد میں ہم
فردِ عصیاں تمام دھو بیٹھے

جو نہ سمجھے حبیبِ حق کا مقام
وہ خدا سے بھی دور ہو بیٹھے

الفت آساں نہیں محمدؐ کی
وہی پاتے جو خود کو کھو بیٹھے

ہم تو دریائے عشقِ طیبہ میں
فکرِ جنت کو بھی ڈبو بیٹھے

ناز کیوں کر نہ ہو تمہیں بے ہوش
عشقِ احمد میں ہوش کھو بیٹھے

آدم عالم سے پہلے
آپ ہی تھے اجلے اُجلے
حق کی تجلّی ہے چہرہ
دیکھے جو باطل دل دہلے
ردضے پر آئی یہ صدا
جو کچھ کہنا ہے کہہ لے
کب سے ہو تم یہ حق جانے
تم آخر تم ہی پہلے
سدرہ سے آگے کون گیا
عرش پہ اک تم ہی ٹہلے
اس کا جگرا اس کا دل ہے
آپ کی فرقت جو سہہ لے
ہم نے مدینہ دیکھا ہے
دل جنت میں کیا بہلے
دیدِ خدا بیہوش ہے یہ
دیکھ محمدؐ کو پہلے

کس بلندی پہ ہے حدِ بشریت تیری
قابَ قوسین پہ کھلتی ہے حقیقت تیری

قرب کی آخری منزل ہے نبوت تیری
شرطِ ایماں مکمل ہے محبت تیری

تو وہ محبوب کہ ہر نعمتِ حق تجھ پہ ہے ختم
ذاتِ حق تیری صفت تیری مشیت تیری

نورِ مطلق متجلا ہے تیرے چہرے سے
تیری صورت سے نمایاں ہے حقیقت تیری

حق نے بخشا ہے تجھے رحمتِ عالم کا خطاب
کیوں مسلّم نہ ہو محشر میں شفاعت تیری

عرش کے بعد ہے یوں گنبدِ خضرا کا مقام
بعدِ حق جیسے دو عالم میں ہے عظمت تیری

اصل میں مدح کا حق کر دیا پورا حق نے
لبِ انساں کو عطا کر دی ہے مدحت تیری

ایک بیہوش کے لب پر ہے تری مدح و ثنا
ہوش بن جاتی ہے بیہوشی میں نسبت تیری

میں تو بے ہوش تھا بیہوش اٹھا محشر میں
مجھ کو جنت میں اٹھا لائی ہے رحمت تیری

عشقِ احمد عیاں ہو گیا
میں کہاں سے کہاں ہو گیا

دیکھ کر مجھ پہ ان کا کرم
حق مرا پاسباں ہو گیا

مرحبا شانِ نور الہدیٰ
تم سے روشن جہاں ہو گیا

ایک ہی آستاں ہے جہاں
خم سرِ آسماں ہو گیا

عرش کا جب تصور کیا
سبز گنبد عیاں ہو گیا

اس میں بس ان کے جلوے ہی تھے
دل مرا لامکاں ہو گیا

مٹ گیا عشقِ حضرت میں جو
زندہ جاوداں ہو گیا

خواب میں آ گئے وہ نظر
یہ کرم ناگہاں ہو گیا

سوزِ فرقت سے بیہوش اب
بے خودی کا دھواں ہو گیا

نامِ نبی سے دل کو سنوارو — شام و سحر اُن ہی کو پکارو

بزمِ جہاں میں آئے محمدؐ — اب چمکوا ے چاند ستارو

کشتیٔ دیں ہے بیچ بھنور میں — تم ہی قریب آ جاؤ کنارو

گلشنِ ہستی جن سے ہے نکھرا — اُن کا تصدّق تم ہو بہارو

تم پہ ہے قرباں گل جنّت کے — کیا کہیئے طیبہ کے خارو

نور کی خود تصویر ہے آقا — اس کو نظر سے دل میں اتارو

میری مدد کو آ گئے حضرت — دور ہٹو دنیا کے مہارد

مثلِ بشر کیا عینِ بشر ہے — دیکھو نبی کو غور سے یارو

دیکھ کے کھو دو ہوش نظر تم
بے ہوش آؤ حیرت کے مارو

نکلا اگر کمر سے بھی پٹکا حضورؐ کا،
عادت ہے یہ نہیں ہے کرشمہ حضورؐ کا

کیوں کر نہ شش جہت میں ہو چرچا حضورؐ کا
آدم نے جب لیا ہے وسیلہ حضورؐ کا،

تقدیر سے ملے جو اُتارا حضورؐ کا،
قسمت پلٹ دے چاہنے والا حضورؐ کا

ہوگی نگاہِ لطف شفاعت کی آبیار
محشر میں ہوگا جوش پہ دریا حضورؐ کا

اہلِ یقیں کے واسطے فرشِ زمین پر
ہے عکسِ عرشِ گنبدِ خضرا حضورؐ کا

قائم ہے ان کے نام سے رحمت کا اعتبار
وہ مقصدِ کرم ہے سراپا حضورؐ کا

محشر میں دیکھ کر مجھے بیہوش اہلِ حشر
پہچان لیں گے نعت گو آیا حضورؐ کا

جس کو حضرت سے اُلفت نہیں
اس کی قسمت میں جنت نہیں

دید کی کس کو حسرت نہیں
دیکھنا کیا عبادت نہیں

انبیاء کے ہیں سردار وہ
اور کچھ اس میں حجت نہیں

عاصیوں پر ہے ان کی نظر
یہ ادا کیا عنایت نہیں

ہم اگر اپنے جیسا کہیں،
کیا یہ اپنی جسارت نہیں

شکل ان کی بشر کی سہی
ہر بشر کی وہ عظمت نہیں،

ہر ضرورت سے واقف ہیں وہ
مانگنے کی ضرورت نہیں

دینے والے کی عادت ہے یہ
لینے والے کی قسمت نہیں

عشقِ احمد میں بے ہوش ہوں
ہوش کی اب ضرورت نہیں

ہیں محبوب رب کے ہمارے محمدؐ
پیمبر ہیں سب کے ہمارے محمدؐ

ظہور ان کا اعلیٰ بطون ان کا اعلیٰ
ہیں اعلیٰ نسب کے ہمارے محمدؐ

یہ نورِ مجسم یہ صورت بشر کی
نرالے ہیں ڈھب کے ہمارے محمدؐ

سکھائے ہیں معراج سے یہ سلیقے
ہمیں قرب رب کے ہمارے محمدؐ

یہ ڈر ہے کسی دن ہمیں کھا نہ جائیں
یہ غم روز و شب کے ہمارے محمدؐ

نہ ہوتے جو امی ہم ایمان نہ لاتے
ہیں شایاں لقب کے ہمارے محمدؐ

تہی دامنوں کو خدارا سکھا دو
سلیقے طلب کے ہمارے محمدؐ

نہ لی تھی ابھی سانس روح الامیں نے
پلٹ آئے کب کے ہمارے محمدؐ

خدا بے سبب تو نہیں ان کا شیدا
حسیں ہیں غضب کے ہمارے محمدؐ

نہ ارض و سما تھے نہ عالم نہ آدم
نبی ہیں یہ جب کے ہمارے محمدؐ

وہ بے ہوش کے بھی ہیں بیدار کے بھی
عجم کے عرب کے ہمارے محمدؐ

عشقِ مصطفائی سے جن کے دل پگھلتے ہیں
جشنوں کے سانچوں میں ان کے اشک ڈھلتے ہیں

زائرانِ طیبہ سب گھر سے جب نکلتے ہیں
باادب فرشتے بھی ساتھ ساتھ چلتے ہیں

پیشِ نورِ محمدؐ کا اوج پہ ستارا ہے
یہ کبھی نہیں ڈھلتا مہر و ماہ ڈھلتے ہیں

عاشقانِ نازک دل ہر قدم پہ ہیں بسمل
نامِ مصطفیٰ سن کر ہاتھ بھر اچھلتے ہیں

مدحتِ محمدؐ کا یہ صلہ بھی کیا کم ہے
جس قدر بھی عصیاں ہیں خیر سے بدلتے ہیں

اپنی شانِ رحمت کا ان پہ کھینچیے سایہ
غم کی دھوپ کھا کھا کر جو غلام جلتے ہیں

یہ مدینہ ہے بے ہوش باادب قدم رکھنا
ہوش و آگہی کے بھی پر یہیں پہ جلتے ہیں

غلامانِ محمدؐ نعت جب ترمیم کرتے ہیں
فرشتے رحمتِ حق بزم میں تقسیم کرتے ہیں

محمدؐ مصلحِ اعظم محمدؐ رحمتِ عالم
کہ جن کی دونوں عالم بعدِ رب تعظیم کرتے ہیں

نہیں کرتے فقط یہ فرد ہی کی زندگی روشن
حیاتِ اجتماعی کے بھی گر تعلیم کرتے ہیں

دو عالم پر ختم الانبیاء ہی کا تصرف ہے
کہ دستورِ مکمل سے نئی تنظیم کرتے ہیں

اگر وابستہ دامن کریں مدحت تو حیرت کیا
مناقب آپ کے اغیار بھی تسلیم کرتے ہیں

شہنشاہِ مدینہ فقر کی دولت کو اپنا کر
غریبوں کی مدد کے راستے تفہیم کرتے ہیں

قسم اللہ معطی کی یہی ہیں فیض کے قاسم
یہی تو دولتِ دنیا و دیں تقسیم کرتے ہیں

اصولِ دینِ برحق کا ہیں مرکز آپ ہی لیکن
عمل میں سب سے پہلے آپ ہی تقدیم کرتے ہیں

کوئی بے ہوش دیکھے حشر میں رتبہ محمدؐ کا،
انھیں جھک کے سارے انبیاء تسلیم کرتے ہیں

فخرِ کون و مکاں رونقِ کن فکاں آپ رحمت ہیں دونوں جہاں کیلئے
آپ ہی سے ہیں روشن زمیں آسماں آپ شمعِ ہُدیٰ ہر مکاں کیلئے

کیسے مرجھائے گا آپ کا گلستاں تا ابد اس چمن کی ہیں شادابیاں،
آپ کی ذات ہے نزہتِ جاوداں راستہ ہی کہاں ہے خزاں کیلئے

آپ اول بھی ہیں آپ آخر بھی ہیں آپ باطن بھی ہیں آپ ظاہر بھی ہیں
آپ کی شکل ہے سب کے پیشِ نظر ہے حقیقت فقط رازداں کے لئے

نورِ مطلق بھی ہیں اور خدا بھی نہیں نورِ مبدا سے اپنے جُدا بھی نہیں
آپ کی اس لطافت پہ شانِ بشر ایک پردہ ہے سترِ نہاں کے لئے

ہے لقب اس جگہ رحمتِ عالمیں ہے خطاب اس جگہ شافعِ مذنبیں
ساری امت کو آس ہے کا حق الیقیں خلد منزل ہے اس کارواں کیلئے

فرش سے عرش تک آپ کا علم ہے دو جہاں کی بلندی ہے زیرِ قدم
سدرۃ المنتہیٰ بھی ہے رفعت میں کم عزمِ پرواز ہے لامکاں کے لئے

سبز گنبد تجلی کا سرپوش ہے حسنِ مہرِ عرب جس میں رُوپوش ہے
اک نظر جس نے دیکھا وہ بیہوش ہے بات مشکل ہے اب بے زباں کیلئے

وجہِ تخلیقِ دو عالم کا خزینہ دیکھا
اس نے سب دیکھ لیا جس نے مدینہ دیکھا

نامِ احمد کے سوا کچھ نہیں کندہ اس پر
آنکھ والوں نے مرے دل کا نگینہ دیکھا

عرش سے گنبدِ خضرا ہی ملاتا ہے نظر
جس نے یہ دیکھا وہی قرب کا زینہ دیکھا

دیکھے ہمراہِ نبی دونوں صحابہ جس نے
اس نے نسبت کا رفاقت کا قرینہ دیکھا

داغِ عشقِ نبوی کے کتنے ستارے روشن
جبکہ حسرت سے فلک نے مرا سینہ دیکھا

ارضِ طیبہ میں ہیں اسرارِ درونِ خانہ
دیدہ ور نے یہیں خالق کا دفینہ دیکھا

عنبریں زلفِ پیمبر کی ہے خوشبو پُرکشش
ذرے ذرے میں یہاں جذب پسینہ دیکھا

نبیوں میں محمد کا مقام اپنی جگہ ہے
سب مقتدی صف میں ہیں امام اپنی جگہ ہے

آدم کی زباں پر ہو کہ سرِ عرش پہ بندہ
پر علمِ الٰہی میں یہ نام اپنی جگہ ہے

میخانۂ وحدت میں ہے ساقی کی نظر بھی
وہ کیفِ نظر اور ہے جام اپنی جگہ ہے

ظاہر تو ہوا ہے لبِ امی لقبی سے
ہر حال میں اللہ کا کلام اپنی جگہ ہے

گو بھیجتے ہیں ان پہ درود ارض و سما بھی
اللہ کا درود اور سلام اپنی جگہ ہے

نسبت کی حدوں سے بھی کوئی بڑھ نہیں سکتا
نسبت ہی سے ہر ایک غلام اپنی جگہ ہے

بندہ ہیں سرِ فرش تو مولا ہیں سرِ عرش
سجدہ کی جگہ اور قیام اپنی جگہ ہے

نورِ اول آدم سے ظہورِ آخرِ عیسیٰ
پہلے ہی سے یہ ماہِ تمام اپنی جگہ ہے

بے ہوش سے مت پوچھو محمد کی حقیقت
خواب اپنی جگہ ہوشِ دوام اپنی جگہ ہے

حق کا کرم ہے لطفِ پیمبر کی بات ہے
میں اور درِ نبی یہ مقدر کی بات ہے

سب کچھ انہی سے ہے گدا سے نہیں ہے ربط
قطرے کو کیا خبر یہ سمندر کی بات ہے

ہے بابِ جبرئیل کا درباں جبرئیل
محبوبِ رب کے روضۂ اطہر کی بات ہے

ہو دیدۂ کثیف کو الطاف کا درک کیا
پیشِ نگاہ نور کے پیکر کی بات ہے

مشاگیِ دستِ مشیت کا ہے کمال
ہر عطرِ گل میں زلفِ معنبر کی بات ہے

مستی میں سجدہ ریز ہے ہر موج سلسبیل
نقشِ پائے ساقیِ کوثر کی بات ہے

ابرِ کرم سے دھل گئے بے ہوش کے گناہ
یہ اک نگاہِ شافعِ محشر کی بات ہے

دیکھوں طیبہ جو مکرر تو مزہ آجائے
جاگے نظروں کا مقدر تو مزہ آجائے

سیرت پاک کا ہر نقشہ ہے تیار مگر
آئے مومن کوئی تو وصل کر تو مزہ آجائے

دل میں یاد ان کی زباں پہ بھی ہیں نغمے ذکار
سینہ ہو جائے منور تو مزہ آجائے

ان کی تعلیم میں ملت کی ہے تعمیر کا راز
بولنے والے عمل کر تو مزہ آجائے

لاالٰہ میں تو ہے تاثیر وہی اب بھی مگر
کلمہ پڑھنے لگیں پتھر تو مزہ آجائے

فتح مکہ پہ وہ سرکار کی نیچی نظریں
دیدہ ور دیکھ لے تشکر تو مزہ آجائے

وہ جو پہنچے سر سدرہ سے بڑھے بھی آگے
دیکھیں جبریل کبھی بڑھ کر تو مزہ آجائے

دید محبوب خدا کا تو ہے ارماں سب کو
تڑپیں پیاسے سے نکل کر تو مزہ آجائے

سوئے بیہوش سرِ حشر سراپا رحمت
اک نظر ڈالیں جو ہنس کر تو مزہ آجائے

جب تصور میں مرے گنبدِ خضرا آیا
گویا آنکھوں میں مری عرشِ معلیٰ آیا

منتظر ذات تھی مسرور تھے اسما و صفات
چڑھ کے رفرف پہ جو محبوب خدا کا آیا

نسخۂ عشقِ شہِ کون و مکاں جس کو ملا
اسی بیمار کو عیسیٰ کا مداوا آیا

انبیا سارے تھے جس نور کی ایک ایک کرن
سب کے آخر میں وہی حق کا اجالا آیا

تم سے پہلے کرم عام بھی تقلید میں تھا
آئے تم، رحمتِ اطلاق کا دریا آیا

عظمتِ خیرِ رسل کی ہے یہ ادنیٰ توضیح
کام نبیوں کے بھی انکا ہی وسیلا آیا

دید کا شوق بڑھا حد سے تو آواز آئی
اب ٹھہر جا دلِ مضطر وہ مدینہ آیا

کہیئے ان آنکھوں میں کونین کی کیا خیر نہیں
جن کی آنکھوں میں سمٹ کر رُخِ زیبا آیا

پھر ملے اذنِ حضوری تو یہ بے ہوش غلام
چیخ اٹھے ہوش میں آیا مرے آقا آیا

نورِ حق رب کا منشا مدینے میں ہے ۔۔۔ حق کے بندوں کا آقا مدینے میں ہے

ذاتِ مطلق کا جلوہ مدینہ میں ہے ۔۔۔ کنتُ کنزاً کا پردہ مدینے میں ہے

اپنی پرسش کی پروا نہیں حشر میں ۔۔۔ عاصیوں کا سہارا مدینے میں ہے

کوئی مایوس اس در سے لوٹا نہیں ۔۔۔ دونوں عالم کا داتا مدینے میں ہے

جس کے دامن میں رحمت ہی رحمت چھپی ۔۔۔ وہ مرا کملی والا مدینے میں ہے

دونوں عالم ہی کیا جگمگا جائیں دل ۔۔۔ ایک ایسا اُجالا مدینے میں ہے

جس کا ادنیٰ سا پرتو ہیں شمس و قمر ۔۔۔ وہ سراجاً منیرا مدینے میں ہے

سورتِ عبد میں ڈھل کے جو آگیا ۔۔۔ نور کا اک تماشا مدینے میں ہے

ہوش آجائے گر دیکھے بے ہوش اُسے
اس کرامت کا چہرہ مدینے میں ہے

سب نورِ مصطفیٰ کا بھرم ہے جگہ جگہ

یہ نورِ عکسِ نورِ قدم ہے جگہ جگہ

ارض و سما میں یوں ہیں نمایاں مرے حضور

جس طرح نقشِ لوح و قلم ہے جگہ جگہ

ہر ضد کے درمیان محمد ﷺ کا نور ہے

باقی ہے فانی جیسے، بسم ہے جگہ جگہ

کرتے ہیں نورِ چشم مدینے میں ان کو بند

اپنی نظر میں اپنا صنم ہے جگہ جگہ

ہر شے کی ہست و بود تصدق انہی کا ہے

سب پر مرے نبی کا کرم ہے جگہ جگہ

مکے کی سرزمین پہ ہوا آپ کا ظہور

جو اہلِ دل ہیں ان کا حرم ہے جگہ جگہ

بے ہوش بے خودی میں سناتا ہے نعت پاک

اس التفاتِ خاص کا غم ہے جگہ جگہ

دن رات ہے رحمت کی برسات مدینے میں
اک عمر سے بہتر ہے اک رات مدینے میں

اقصیٰ بھی مقدس ہے کعبہ بھی مقدس ہے
پر سب سے نرالی ہے اک بات مدینے میں

ہر زائر طیبہ کی پیشانی ملک چومے
بڑھ جاتے ہیں انساں کے درجات مدینے میں

خوش بخت ہے وہ جسکو دیدار محمدؐ ہو
کھل جاتی ہے آنکھوں کی اوقات مدینے میں

جس نور سے روشن ہیں یہ شمس و قمر دونوں
اس نور کے دیکھے ہیں ذرات مدینے میں

جنت کا تصور تھا دیکھا جو وہاں جا کر
جنت سے بھی بہتر ہیں حالات مدینے میں

بے ہوش کے دامن میں کچھ اشک کے موتی ہیں
پہونچا دے خدارا یہ سوغات مدینے میں

عارض و ابرو لوح و قلم — زلف کھلی مہکا عالم

یوں ہے ظہورِ نورِ قدم — واجب سے ممکن ہے بہم

کیا سدرہ کیا ارضِ حرم — عرش پہ بھی ہے نقشِ قدم

حسن سے ہے یوں عشق بہم — جیسے پھولوں پر شبنم

دونوں عالم آپ سے ہیں — ذرّے ہیں خورشید میں ضم

بعدِ عیسیٰ ان کا ظہور — نور تو ہے قبلِ آدم

آپ ہیں ساقی دونوں طرف — کوثر ہو یا ہو زمزم

شانِ ہدایت سب سے جدا — کلمہ پڑھ لیتے ہیں صنم

غم ہے تمہاری فرقت کا — عشق میں ورنہ درد نہ غم

ایک دعا لب پہ ہے مرے — یادِ نبی دل میں نہ ہو کم

گنبدِ خضرا سامنے ہو — جب تک آنکھوں میں ہے دم

بے ہوش ان کو دیکھ کے مر — وہ خود کہہ دیں آ گئے ہم

دید کے شوق میں آنکھوں کو بچھائے رکھئے
اپنے قدموں کو محبت میں جمائے رکھئے

یادِ احمد میں تصور کو جگائے رکھئے
سبز گنبد کو نگاہوں میں سمائے رکھئے

روتیے روضے کی جالی سے لپٹ کر جی بھر
حسرتِ اشک مدینے میں چھپائے رکھئے

ان کی نسبت ہے سلامت تو ہے سب کچھ پاس
یادِ محبوبِ خدا دل میں بسائے رکھئے

دیکھنا ہے اگر آنکھوں سے نبی کا جلوہ
آنکھ میں خاکِ درِ پاک لگائے رکھئے

عرش تک ہو گی مقدر سے رسائی اپنی
ان کی نعلین سے نسبت کو بنائے رکھئے

زاہدو ہم تو مدینے کے سوا کچھ بھی نہیں
آپ جنت ہی کو معیار بنائے رکھئے

رب کا دیدار تو ممکن نہیں حضرت کے سوا
میرے آقا کو شب و روز منائے رکھئے

چشمۂ رحمتِ عالم ہے گنہگاروں پہ
ان نگاہوں سے ذرا بات بنائے رکھئے

ان کی فرقت کا ہر اک زخم ہے مہرِ تصدیق
کام آئے گا یہ محشر میں اٹھائے رکھئے

ہوشِ کُل سے یہی بے ہوش کا ہے معروضہ
اس گنہگار پہ نعلین کے سائے رکھئے

علمِ مطلق کا کرم سرکار کو معلوم ہے
مقصدِ لوح و قلم سرکار کو معلوم ہے

سر بسر نورِ وجودِ کل کا مظہر ہیں حضور
پھر بھی مفہومِ عدم سرکار کو معلوم ہے

ہر تعین مرتبے میں عین بھی ہے غیر بھی
کیا خوشی ہے کیا ہے غم سرکار کو معلوم ہے

شورِ اسرافیل پر رکھا ہے محشر کا ظہور
ساعتِ آغازِ دم سرکار کو معلوم ہے

یا محمدؐ کی دہائی پیشِ حق آدم نے دی
واعظانِ محترم سرکار کو معلوم ہے

قلبِ انور آئینہ خانہ ہے کل اعیان کا
ہر ظہورِ بیش و کم سرکار کو معلوم ہے

کون ہے حدِ زباں تک ہی مقلدِ لفظ کا
کس کا دل ہے جامِ جم سرکار کو معلوم ہے

عالمِ اطلاق کا ہر زاویہ ہے سامنے
بزمِ امکاں کا بھرم سرکار کو معلوم ہے

جادۂ حق میں بقا بھی ہے فنائیت کے بعد
ہیں کہاں دونوں بہم سرکار کو معلوم ہے

ابتدا یہ ہے کہ ہر شے کی ہیں خود ہی ابتدا
انتہائے مختتم سرکار کو معلوم ہے

کس اشارے پر ہے رقصاں زندگی معلوم کیا
ہوش خود بے ہوش ہم سرکار کو معلوم ہے

فضائے گلستاں قرباں فرازِ کہکشاں صدقے

تمہارے روئے روشن پر زمین و آسماں صدقے

تنوع پر رُخ و عارض کے روز و شب ہوئے قرباں

تناسب پر قدِ والا کے سروِ بوستاں صدقے

وہ چشمِ سرمگیں جن پر تصدق دین و ایماں ہیں

وہ لعلیں لب کہ جن پر ہے متاعِ دو جہاں صدقے

بھٹکنے والوں کو جس نے پھیرا جانبِ منزل

وہ میرِ کارواں جس پہ ہے جانِ کارواں صدقے

امام الانبیا ختمِ رسل وہ رحمتِ عالم

ہوا تعریف پر جس کی ہر اندازِ بیاں صدقے

وہ جس کے نقشِ پا سے نقشِ دستورِ عمل ابھرا

وہ جس کے ہر تکلم پر ہے نطقِ انس و جاں صدقے

مقامِ نعت پر بے ہوش کے بھی ہوش اڑتے ہیں

اسی منزل پہ ہو جاتی ہے روحِ مدح خواں صدقے

جب تصور میں آقا ٹہلنے لگے،
دیدۂ و دل تجلی میں ڈھلنے لگے

جن کو نعلین اقدس سے نسبت ہوئی
فرش سے عرش پر وہ اچھلنے لگے

عاصیوں کی جو محشر میں بخشش ہوئی
زاہدوں کے بھی ارماں مچلنے لگے

ان کی ادنیٰ توجہ کا ہے یہ اثر
حادثے میری راہوں سے ٹلنے لگے

عرصۂ طیبہ میں آتا ہے جس دم قدم
چاند تارے مرے ساتھ چلنے لگے

سدرۃ المنتہیٰ سے بڑھے جب نبی
جبرئیلِ امیں ہاتھ ملنے لگے

ذکرِ گیسو و رخ کا جہاں چھڑ گیا
روز و شب اپنا پہلو بدلنے لگے

کیا بساط اپنی نبیوں کی بگڑی بنی
کہہ کے سب یا محمد سنبھلنے لگے

ہوش والے تو ہیں ہوش گنوائے مگر
ہم سے بیہوش بھی در پہ سنبھلنے لگے

تعالی اللہ اے بیتِ مکرم مسجدِ اقصیٰ
مسلمانانِ عالم کا ہے تو ہی اوّلیں قبلہ

تری تقدیس پر نصِ کلام اللہ شاہد ہے
رسول اللہ کی تو منزلِ اوّل شبِ اسریٰ

ترے سینے پہ کتنے نقش ہیں نبیوں کے سجدوں کے
امام الانبیاء کا نقشِ سجدہ بھی نظر آیا

تو وہ میقات جس پر حق سے ملنے اکثر آتے تھے
سلیماں، حضرت داؤد، مریم، ذکریا، یحییٰ

نہ جانے کتنے نبیوں کا ہے مدفن تیری باہوں میں
تری آغوش کا ہے ایک گوشہ مولدِ عیسیٰ

یہاں جس دم محمد مصطفےٰ ختم الرسل آئے
اشارا تھا کہ تیرا ربط ہوا اسلام سے پیدا

ملی تعمیر اس کی عہدِ فاروقی میں دنیا کو
عمرؓ نے سب سے پہلے پرچمِ اسلام لہرایا

شکستِ فاش ہی نکلا نتیجہ ہر تصادم کا
اگرچہ سر بہت نصرانیوں نے حق سے ٹکرایا

صلاح الدین ایوبی تری حرمت کا دیوانہ
کہ جس کے سامنے ہر شیر دل روباہِ صحرا تھا

ملایا خاک میں منصوبۂ نصرانیاں جس نے
وہ جس کی تیغِ جوہر دار سے یورپ کا دل کانپا

بڑی مدت میں اب صیہونیت کی شامت آئی ہے
کہ پھر اللہ کے شیر دل کو روباہوں نے للکارا

خرابی ان کی ہے بے ہوش جو مومن سے ٹکرائیں
بشارت آ چکی اِنّا فتحنا و اِذا جاء

طیبہ کی طرف احباب چلے پھر یادِ مدینہ آئی ہے
پھر گنبدِ خضرا کی سبزی آنکھوں میں مری لہرائی ہے

اے قافلے والو شام و سحر مسعود ہو یہ طیبہ کا سفر
پہنچا دو وہاں تک یہ بھی خبر پھر دید کی حسرت چھائی ہے

یاد آتی ہے رہ رہ کر وہ فضا وہ داخلہ بابِ رحمت کا
دن رات یہاں محسوس ہوا حضرت کی سواری آئی ہے

اللہ رے روضے کا عالم افلاک کا سر ہے اس جا خم
ہے عرش بھی جس کے زیرِ قدم اس نور کی جیائی ہے

آقائے دو عالم کا مسکن قرباں ہیں جس پر جان و تن،
فردوس نے نزہت یہ پائی سینچے ہیں اسی کے پانی ہے

کس طرح کہے دکھڑا سارا ہے مہر بلب غم کا مارا
سرکار پہ روشن ہے سب کچھ جو دل کو غم سے گھبرائی ہے

مانا کہ وہ غرقِ عصیاں تھا بے ہوش پہ فضلِ یزداں تھا
محبوبِ خدا کا ثنا خواں تھا یہ بات خدا کو بھائی ہے

میرے کملی والے کی شان ہی نرالی ہے
بہرِ حق رسولوں میں بس یہ ذاتِ عالی ہے

دیدہ ور سے پوچھو کہ اجملِ ذاتِ ذوالجلالی ہے
روئے رحمتِ عالم شکر ہے جمالی ہے

ذاتِ حق منزہ ہے بے مثال ہے لیکن
عبدیت میں آقا کی شانِ بے مثالی ہے

نورِ ذاتِ مطلق کو کس طرح نظر پاتی
خیرگی کو کم کرنے کالی کملی ڈالی ہے

زندگی میں بشریت ان کے رخ کا تھا پردہ
اب بھی ان کے روضہ کا حجاب جالی ہے

ان کے اذن ہی سے ہے باریابی ضیاء
ورنہ اپنا ہر نشانہ حرفِ خوش خیالی ہے

ہوش نسبتِ بے ہوش التفات ہے اُن کا
میری بے خودی کیا ہے رحمتوں کی پالی ہے

وہ کعبۂ تقدیس مدینے کی گلی ہے

پیشانی جہاں جن و ملک سب نے ملی ہے

اب میم محمد کا یہی رازِ جلی ہے

تنزیلِ احد صورتِ احمد میں ڈھلی ہے

اے گلشنِ طیبہ ترے ہر خار کے آگے

جو ہیچ ہے گلشنِ جنت کی کلی ہے

تیرگیِ کفر و ظلمت ہو گئی رخصت

تم آئے تو توحید کی وہ شمع جلی ہے

مرآتِ قدیم آئینۂ ذات ہیں سرکار

سمجھے ہیں بشر جیسے تو وہ نورِ ازلی ہے

وہ قابلِ جنت ہے نبی جس سے ہیں راضی

وہ جس کو غلام اپنا کہیں حق کا ولی ہے

گنبد پہ نظر پڑتے ہی ہو جاؤں گا بے ہوش

ہوشِ نگۂ شوق سے بے ہوشی بھلی ہے

اے اشکِ ندامت تیرے لئے رحمت کا سہارا کافی ہے
سرکار تبسم فرما دیں بس اتنا اشارا کافی ہے

فردوس کے رنگیں افسانے برحق ہی سہی لے دیوانے
تسکینِ محبت کو لیکن طیبہ کا نظارا کافی ہے

تم نے تو خدا کو دیکھا ہے مازاغ تمہارا ہی ہے شرف
اپنی ہے یہی معراجِ نظر دیدار تمہارا کافی ہے

طوفان ہی ساحل بنتا ہے وہ جس پہ کرم فرماتے ہیں
اے حاد تو میری کشتی کو موجوں کا سہارا کافی ہے

یہ گنبدِ خضرا کا طائر رہتے ہیں ہما سے بڑھ کر
پروازِ مقدر کو میرے اک اس کا اتارا کافی ہے

مانا کہ عمل سے دور ہیں ہم عصیاں سے بہت محصور ہیں ہم
آجائے دمِ آخر لب پر گر نام تمہارا کافی ہے

اے مہرِ رسالت صل علیٰ اصحاب کو بخشی ہے وہ ضیاء
کونین کو روشن کرنے کو بس ایک ستارا کافی ہے

اے عشقِ محمدؐ کیا کہنا ہر درد کا درماں ہے گویا
دنیا کی مسیحائی کے لئے اس درد کا مارا کافی ہے

کھاتا ہے قسم جس کی قرآں اس مصحفِ ناطق کے قرباں
بے ہوش تلاوت کو تیری اس رخ کا سپارا کافی ہے

جلوۂ حسنِ ازل دل میں سما کر دیکھو — نگہِ شوق کو آئینہ بنا کر دیکھو

بشریت کے حجابات میں گم ہیں نظریں — پہلے یہ پردہ نگاہوں سے ہٹا کر دیکھو

مَنْ رَاٰنِیْ سے حقیقت جو سمجھ میں آئے — ان کی تنویر کو آنکھوں سے لگا کر دیکھو

قربِ قوسین ہے کیا دیدۂ مازاغ ہے کیا — ان کی ہر شان قرآن اٹھا کر دیکھو

وحدتِ ذات کا مظہر ہیں حضورِ اکرم — شانِ یکتائی کو کثرت میں سما کر دیکھو

ہے عطا حق سے مگر بانٹنے والا یہی ہیں — کس کا ارشاد ہے یہ سب کو سنا کر دیکھو

مانگو اللہ سے حضرت کا وسیلہ لے کر — اس وسیلہ سے ذرا ہاتھ اٹھا کر دیکھو

دیکھنا ہے تمہیں گر رحمتِ عالم کا کرم — چند آنسو ہی ندامت سے بہا کر دیکھو

مثلِ بے ہوش کرو دیدِ نبی کی حسرت
دیکھنے والو انھیں خود سے چھپا کر دیکھو

اے ختم رسل مائل بہ کرم جب تیری نظر ہو جاتی ہے
کونین سکوں پا جاتے ہیں تعمیر بشر ہو جاتی ہے

واللیل تری زلفِ مشکیں والفجر ترا روئے رنگیں
محفوظِ نظر یوں تیری ادا ہر شام و سحر ہو جاتی ہے

اے مظہر ذاتِ لم یزلی اے آئینہ اوصاف جلی
تو حق نہ سہی صورت سے تری دید اس کی مگر ہو جاتی ہے

ہے عبد سے رب کا رشتہ کیا زاہد کو نہیں ہے اسکا پتہ
بے عشقِ محمدؐ ہر طاعت محروم اثر ہو جاتی ہے

براق سہی یہ جوشِ جنوں جبریل سہی یہ جذب دروں
جب تیرا اشارا ہوتا ہے معراجِ نظر ہو جاتی ہے

تقدیر نظام دو عالم ہے نقشِ قدم ہی پر قائم
جب راہ سے ہٹتی ہے دنیا تب زیر و زبر ہو جاتی ہے

نعلین چھٹ کر قدموں سے جب عرش معلیٰ تک پہنچے
کیا ہوگا وہ انساں جس کی جبیں وابستہ در ہو جاتی ہے

فریادِ مسلسل سن سن کر تشریف وہ لاتے ہیں اکثر
نظروں سے تو پردہ ہوتا ہے پر دل کو خبر ہو جاتی ہے

شمس و قمر سے مٹ نہ سکی بے ہوش کے دل کی تاریکی
اک ان کے تصور سے روشن ہر راہگزر ہو جاتی ہے

نہاں خود ہو گیا حق احمد مختار کی خاطر
دو عالم کو کیا پیدا مرے سرکار کی خاطر

محب محبوبیت کا عبد و رب میں ربط محکم ہے
زباں پائی نطق بخشا اس لب گفتار کی خاطر

نماز عرش کو بھی پائیں قدر اتنے نہیں آتا
اچانک شب میں آئے حیران بردار کی خاطر

کرم ہے حق کا جو کبھی عالم میں صورت وہ دکھلا دی
سجے دونوں عالم آپ کے اظہار کی خاطر

کہتے آنا دیدۂ مازاغ کہ محبوب کو عطا کیجئے
تڑپتا پھرتا سلسل یاد میں دیدار کی خاطر

بھڑک اٹھتی ہے جب بھی آتش عشق نبی دل میں
ترستے ہیں فرشتے سایۂ دیوار کی خاطر

بشر کی آگہی کیا ہوش ہی کیا ان کو جو سمجھے
ہوا ہے جوش ان کی مدح میں آمادۂ خاطر

بندہ سے در پہ آیا ہوں آقا مرے سبز گنبد کا صدقہ مجھے بھیک دو
مجھ کو نسبت ہے نعلین سے آپ کے نقشِ پا کا آتارا مجھے بھیک دو

بہر صدیق رضؓ فاروق رضؓ و عثمان رضؓ علی رضؓ کر دو پوری مری آرزوئے دلی
آج کھل جائے سائل کے دل کی کلی بہر حسنین شاہا مجھے بھیک دو

دیدِ رُخ کی تمنا بھی ہے سامنے قصۂ طور و موسیٰ بھی ہے سامنے
چشمِ مازاغ کا واسطہ یا نبی دید کا کچھ سلیقہ مجھے بھیک دو

ہوں گا واپس نہ اب ہاتھ خالی کبھی اب نہ چھوڑوں گا روضے کی جالی کبھی
کم نہ ہوگا یہ رنگِ بلالی کبھی جان دے دوں گا مولا مجھے بھیک دو

جب کبھی بندے نے نہیں نے دی ہے صدا اس گنہگار کا تم نے دامن بھرا
آج سائل در پاک پر ہے کھڑا دونوں عالم کے داتا مجھے بھیک دو

رحمتِ دو جہاں کا ہے مرکز یہاں اور دریائے رحمت بھی ہے بیکراں
فیض پاتا ہے اس در سے سارا جہاں میرے مولا خدارا مجھے بھیک دو

ہم ہی کیا انبیا کے سہارے ہو تم عرش کیا عرش والے کے پیارے ہو تم
چشمِ بہزؔش کو بھی سنوارے ہو تم اب اُٹھا کر یہ پردہ مجھے بھیک دو

عنوانِ کن فکاں مرے آقا کا نام ہے
دستِ نبی میں دونوں جہاں کا نظام ہے

اوّل نبی کا نور ہے آخر میں ہے ظہور
سرکار کا ازل سے ابد تک مقام ہے

کیا رفعتِ فلک کہ ہے عرشِ بریں قریب
میری نظر میں گنبدِ خضرا کا بام ہے

ساقی حضور ہیں تو نہیں تشنگی کا ڈر
اپنے لیے تو حشر میں کوثر کا جام ہے

قوسین پر اٹھا بشریت کا ہر حجاب
تنبیہِ غافلیں کا یہ اہتمام ہے

میں نے تو کر دیا ہے ادا اب دعا کا فرض
اب اس کے بعد اُن کی عنایت کا کام ہے

سدرہ پہ آکے بول اٹھا حالِ جبرئیل
آقا کا ہم قدم ہو، مجالِ غلام ہے

سب ان کے پیچھے ہیں نہیں پہلے کوئی نبی
ہر مقتدی سے پہلے مقامِ امام ہے

بے ہوش ہے اگرچہ مئے عشق سے مگر
ظاہر کلام سے ہے نبی کا غلام ہے

مرے سرکار کی الفت دلِ مضطر سے ملتی ہے،
تڑپ سے، یاد سے، سوزش سے، چشمِ تر سے ملتی ہے

عباداتِ مسلسل سے نہ مال و زر سے ملتی ہے
مدینے کی زیارت اذنِ پیغمبر سے ملتی ہے

قیامت خیز خوفِ تشنگی کیا ہو غلاموں کو
کہ تسکیں خود نگاہِ ساقیٔ کوثر سے ملتی ہے

بیاں کیا ہو دیارِ مصطفیٰ کی حاضری ہے کیا
فرشتوں کو بھی عزت روضۂ اطہر سے ملتی ہے

تعجب کیا جو نامِ پاک سے ہے اپنا دل روشن
ضیا جب مہر و مہ کو چہرۂ انور سے ملتی ہے

ہجومِ حشر میں کب چھپ سکیں گے ان کے دیوانے
جنونِ عشق کی ایک اک ادا منظر سے ملتی ہے

شرابِ دید سے تکمیل ہوتی ہے محبت کی
دلِ مشتاق کو تسکین اس ساغر سے ملتی ہے

بقدرِ معرفت ملتا ہے قربِ مصطفائی بھی
مگر یہ معرفت بھی آپ ہی کے گھر سے ملتی ہے

میں ہوں بیہوش لیکن میری نسبت کس سے ہے دیکھو
میں جس در کا ہوں مجھ کو آگہی اس در سے ملتی ہے

خدا ہے مدح سرا مجھ میں وہ کمال کہاں
مرے حضور کی کونین میں مثال کہاں

کرم ہے اُن کا کہ دل میرا اُن سے ہے روشن
مرا خیال کہاں اور وہ جمال کہاں

اس آئینے میں نمایاں ہے عکسِ ذاتِ احد
ہے دیدِ غیر کا اس رخ میں احتمال کہاں

حبیبِ حق کو بھی کہتا ہے اپنے جیسا تو،
کوئی نبی بھی یہ دعویٰ کرے مجال کہاں

بشر کا روپ ہی تیری نظر میں ہے واعظ
تو کورِ چشم کہاں ان کا قیل و قال کہاں

قدومِ پاک کی عظمت کو حق نے فاش کیا
سمجھ لے عرش کا سینہ ہے پائمال کہاں

مدینے والے کا شیدا تھا ان پہ مرتا تھا
ہوا ہے دیکھئے بے ہوش کا وصال کہاں

نظر نظر ہے تجلی اگر مدینے کی
نفس نفس ہے ہوائے سحر مدینے کی

ہر اک مقام سے اونچا مقام ہے اس کا
ہے عرش پر نگہِ معتبر مدینے کی

یقیں ہوا کہ مقدر کی ہے یہ بیداری
گلی جو خواب میں آئی نظر مدینے کی

حبیبِ حق شہِ لولاک کا یہ مسکن ہے
یہی ہے عظمتِ پائندہ تر مدینے کی

ہر ایک شان نرالی ہے تیری اے طیبہ
بہ ہر نگاہ ہے شانِ دگر مدینے کی

اس ایک شرط پہ جنت بھی ہے قبول مجھے
نہ ہو کچھ اور فضا ہو مگر مدینے کی

جنونِ شوق میں جنت سے بھاگ نکلوں گا
وہاں بھی آئی مجھے یاد اگر مدینے کی

چلا تو ہوں سوئے طیبہ نہ جانے کب پہنچوں
تو بات چھیڑ فقط راہبر مدینے کی

گلاب و مشک سے بیہوش اٹھ نہیں سکتا
سونگھا دے خاک اسے چارہ گر مدینے کی

آپؐ محبوبِ خدا، نورِ خدا، شانِ خدا
شکلِ ظاہر پہ کسے آپؐ کا ہمسر سمجھوں

کسی انسان میں یہ وصف یہ قدرت بھی ہے
جسم سے پٹکا نکل آئے لطافت بھی ہے
اِک اشارے سے قمر شق ہو یہ ہمّت بھی ہے

مظہرِ ذاتِ قدم، ماریں نہ دَم لوح و قلم
کیوں نہ میں آپؐ کو خود ذات کا مظہر سمجھوں

دونوں عالم کی نگاہوں میں ہے معراج کی رات
نکلی آغوشِ حرم سے سُوئے اقصیٰ یہ ذات
پیچھے صف باندھ کے حاضر تھی رسولوں کی برات

آپؐ کی شانِ امامت پہ فِدا تھے آدمؑ
کیا خطا ہے جو رسولوں کا بھی افسر سمجھوں

آسمانوں کی طرف رُخ جو سواری کا ہُوا
ہوا محسوس کہ ہر بام ہے دیکھا بھالا
سدرہ پر رُوح الامیں کا بھی قدم آ کے رُکا
جانبِ عَرش اکیلے ہی چلے شاہِ اُممؐ
کیوں نہ میں عَرش کو بھی آپؐ کا ہی گھر سمجھوں

ضم ہُوا، قُدس کے انوار میں نور والا
قابَ قوسین کی پہنائی جو حق نے مَالا
نُور نے نُور کی باہوں میں جو خود کو ڈالا
مِٹ گیا مثلِ عَدم فرقِ حدوث اور قدم
حَق کہوں کس کو کسے بندے کا پیکر سمجھوں

جب کبھی دل میں جُدائی کا مَلال آتا ہے
یک بیک دید کی حسرت کا سوال آتا ہے
کسی پردے سے مگر یہ بھی خیال آتا ہے
ساتھ بیہوشی کے جب ہوش آتا ہے ہر دَم
چھُپ کے وہ ساتھ ہیں اس کو بھی مقدر سمجھوں

فرش کی رونق نگاہِ عرش کا تارا ہیں آپ
رفعتِ ارض و سما سے برتر و بالا ہیں آپ

آپ کو پا کر کوئی جنت کا ارماں کیا کرے
چاہنے والے کی اصلی جنت الماویٰ ہیں آپ

ہے اطاعت آپ کی حق کی اطاعت لاکلام
خود بھی انساں ہیں مگر انسان کے آقا ہیں آپ

آپ کی خاطر ہوئی تزئینِ بزمِ کائنات
حکمِ رب سے حاکمِ دنیا و ما فیہا ہیں آپ

حسنِ یوسف پہ اگر مخلوق شیدا ہے تو کیا
آپ ہیں محبوبِ رب وہ شاہدِ زیبا ہیں آپ

دونوں عالم آپ ہی کے نور کی تفصیل ہیں
مقصدِ علمِ ازل تخلیق کا منشا ہیں آپ

لاج نہ جانے غلامی کی سرِ محشر حضور
سب کو یہ معلوم ہے بے ہوش کے آقا ہیں آپ

جنت کی فضا مانگ نہ جینے کی دعا مانگ
مومن ہے تو عشقِ شہِ لولاک لما مانگ

اللہ سے اے واقفِ اسرارِ خدا مانگ
اتنا ہے محمدؐ کو خدا سے نہ جُدا مانگ

تو قسمتِ یوسف نہ بیلیاں کر ما مانگ
ہر وقت اویس قرنی ہی کی ادا مانگ

لاتدرکہ الابصار کو سن کر نہ ہو بیدیں
اے طالبِ حق دیدِ پیمبر کی دعا مانگ

تو چاہے کہ حضرت کا کرم تجھ پہ ہو فوراً
اے دستِ طلب آلِ محمدؐ کی ولا مانگ

وہ اپنے کرم سے جو تجھے اذنِ طلب دیں
کچھ اور نہ اُن سے بھی کبھی ان کے سوا مانگ

قسمت سے جو مل جائے تجھے دردِ محبت
بدبخت نہ بن درد کی ہرگز نہ دوا مانگ

خود جنتِ رضواں کو تمنا ہے اسی کی
اے مانگنے والے تو مدینے کی ہوا مانگ

وہ شافعِ محشر بھی ہیں اور رحمتِ کل بھی
ہر چیز وہ دے سکتے ہیں چل ہاتھ اٹھا مانگ

سرکار مرے ہاشمی و مطلبی ہیں
وہ خود ہیں سخی ابنِ سخی سامنے آ مانگ

تقدیر سے ہاتھ آئی ہے بے ہوش یہ ساعت
وہ سامنے ہیں ہوش کا انداز نیا مانگ

ظہورِ ذات تم ہو علمِ حق کا مدعا تم ہو
بجی ہے جس کی خاطر محفلِ ارض و سما تم ہو

نگاہِ دیدہ وریں میں جلوہ گرِ صبح و مسا تم ہو
کہیں شمس الضحیٰ تم ہو کہیں بدر الدجیٰ تم ہو

تمہاری ذات ہی مخلوق اور خالق میں برزخ ہے
ادھر رحمت فزا تم ہو ادھر سترِ خدا تم ہو

جہاں کی بادشاہت ہے تصدق اس فقیری پہ
لباسِ فقر میں کونین کے حاجت روا تم ہو

یہاں تاجِ رسالت ہے وہاں تاجِ شفاعت ہے
سمجھ میں آ گیا بیشک شہِ ہر دوسرا تم ہو

خدا کے نور سے تم ہو تمہارے نور سے ہر شے
تو پھر سب کا مرض تم ہو دوا تم ہو شفا تم ہو

تم ہی بیہوش کے آقا بھی ہو اور اس کے رہبر بھی
یہاں بھی اور وہاں بھی اس کا واحد آسرا تم ہو

مدینہ کا عزمِ سفر اللہ اللہ
نبی کی ہے دل پہ نظر اللہ اللہ
سمجھ لے جو یہ راز کیا ڈر ہے اس کو
اِدھر ہیں محمدؐ اُدھر اللہ اللہ

کرم ہے یہ ربط و نسبت کا ورنہ
مرا دل محمدؐ کا گھر اللہ اللہ
جو لے نامِ پاک اس کی فتح مبین ہے
قدم چومیں فتح و ظفر اللہ اللہ

یہ مانا کہ ہیں عبدہٗ حق نہیں ہیں
ہیں نورِ خدا سربسر اللہ اللہ
جو خیر البشر ہیں جو خیر الرسل ہیں
تو کہتا ہے ان کو بشر اللہ اللہ

ہے اس بابِ رحمت کا جبریل درباں
بیاں کیا ہو تقدیسِ در اللہ اللہ
ہے عشقِ محمدؐ سے تکمیلِ ایماں
نہیں ہے اگر یہ نہ کر اللہ اللہ

اگرچہ یہ بے ہوش ہے بیخودی ہیں
محمدؐ ہے لب پر مگر اللہ اللہ

ی رہبر بھی

محمدؐ آپ کے کچھ نام لیوا در پہ آئے ہیں
تصدق ان پہ جو جلوے رسالت کے دکھاتے ہیں

تعجب کیا کہ رحم آجائے تم کو میری حالت پہ
اشارا ہو جو رحمت کا تجلی سے چمک اٹھوں

یہی بن جائیں شاید کوثر و تسنیم کے دھارے
مروں پیمانۂ رحمت شفاعت کا یقیں دل میں

جسد کو چھوڑ کر طیبہ کی جانب روح اڑ جائے
شراب لا الٰہ میں ہے الا اللہ کی مستی

گنہ کی تیرگی میں نور الفت ساتھ لائے ہیں
خدا سے خود بھی مل آئے ہیں ہم کو بھی بلائے ہیں

تمہارے ہجر میں ہم نے مسلسل غم اٹھائے ہیں
بظاہر ہر بُنِ مو پر مرے عصیاں کے سائے ہیں

تمہاری یاد میں آنکھوں نے جو آنسو بہائے ہیں
غلامانِ نبی اس شان سے محشر میں آئے ہیں

کوئی مجھ سے اگر کہدے نبی تجھکو بلاتے ہیں
بقدرِ ظرف سب کو جام حضرت نے پلائے ہیں

دو عالم میں کہیں بے ہوش پر آنچ آ نہیں سکتی
یہاں نسبت کے جلوے ہیں وہاں کملی کے سائے ہیں

جب دُور سے طیبہ کے مینار نظر آئے
محبوب کی عظمت کے آثار نظر آئے

جس سمت نظر اُٹھی سرکار نظر آئے
تا حدِ نظر حق کے انوار نظر آئے

کیا یہ بھی کرم کم ہے سُن لیتے ہیں وہ سب کی
سرکار ہی اُمت کے غم خوار نظر آئے

ہے شرطِ بصیرت کی طیبہ کے گلستاں میں
ہر گام پہ رحمت کے بازار نظر آئے

دیوانوں نے طوفاں میں جب ان کو پکارا ہے
جو غرقِ تلاطم تھے اُس پار نظر آئے

اُمت کے بھی نذرانے خالق کے بھی تحفے ہیں
طیبہ میں درودوں کے انبار نظر آئے

تقدیر نظر میری یارب کبھی چمکائے
اک بار تو حضرت کا دربار نظر آئے

طیبہ کی فضاؤں میں دیکھا تو یہی دیکھا
سرکار دو عالم کے بیمار نظر آئے

دہلیز محمد ہے یہ ہوش کا عالم ہے
بے ہوش جسے سمجھوں ہشیار نظر آئے

مجھ پہ اُن کے کرم ہیں عجیب
اپنا اپنا ہے یہ بھی نصیب

قربِ معراج تھا آپؐ کا
معنیٔ قرب سے بھی قریب

ہاں وہی ہیں مرے چارہ گر
جو مسیحا کے بھی ہیں طبیب

دولتِ عشقِ حضرت ملی!
اب تو مفلس نہیں ہے غریب

دیدِ طیبہ کا حاصل ہے یہ!
سبز گنبد ہے دل کے قریب

دی ہے آمد کی سب نے خبر!
ہر نبی آپؐ کا ہے نقیب

وجہِ نازِ غلامی ہے یہ
میرے آقا ہیں رب کے حبیب

دم تو لے اضطرابِ جنوں
آگیا ہے مدینہ قریب

نعتِ بے ہوش سن کر ملک
بولے طیبہ کا ہے عندلیب

فیضانِ نور آپ کا ہے مہر و ماہ پر
گیسو و رخ کا عکس ہے شام و پگاہ پر
ہر ذرے پر اثر ہے محمدؐ کے عشق کا
دونوں جہاں رواں ہیں مدینے کی راہ پر
ہے آپؐ ہی کے نور سے تخلیقِ کائنات
قرباں ہے ہر رسول رسالت پناہؐ پر
دنیائے کفر و شرک میں اک حشرِ اضطراب
برپا ہوا بلالؓ کی پرسوز آہ ——— پر
کرتا دیا کفن کو پڑھائی نمازِ مرگ
حیران منافقین ہے نبیؐ کے نباہ پر
نازاں ہوا ہے حشر میں بخشش کے روپ میں
رحمت کا تھا حجاب مرے ہر گناہ پر
اقصیٰ میں جب نماز پڑھائی حضورؐ نے
آدم بھی ناز کرتے ہیں اس عز و جاہ پر
انگلی کے اک اشارے سے شق ہو گیا قمر!
جانِ عزیز نثار ہے ایسی نگاہ پر!
نسبت ہی میرا ہوش ہے بے ہوش ورنہ میں
ہو سکتا باریاب بھی اس بارگاہ پر!

دو عالم آپ پہ قرباں، مری جاں آپ پر صدقے
مری اِک جان ہی کیا، جانِ ہر جن و بشر صدقے

رُخ و گیسو کے ہیں فیضان پر شام و سحر صدقے
نہ ہو احساں ادا ہوتے رہیں گر عمر بھر صدقے

مریضِ عشقِ حضرت کا مُداوا ہی نرالا ہے
مرض کے حُسن پر ہوتی ہے جانِ دیدہ وَر صدقے

نچھاور ہو گئے اصحاب سارے یُوں تو حضرت پر
مگر صدیق نے تو کر دیا ہے گھر کا گھر صدقے

ارادہ کچھ نہیں، رحمت کی حد میں جب عُمر آئے
تعجب کیا ہوئے ہیں رحمتِ کُل پر اگر صدقے

طوافِ گنبدِ خضرا مقدر بن گیا اِن کا
اُدھر سے مہر ہے قرباں اِدھر سے ہے قمر صدقے

اگر ہو سامنا، آساں نہیں ہے ہوش میں رہنا،
رُخِ انور پہ ہے بے ہوش کا ہوشِ نظر صدقے!

نذرِ جاں ہے نبیؐ کے لیے
جی رہا ہوں انہی کے لیے
چاہیے اُن کی چشمِ کرم!
معتبر زندگی کے لیے
صدقے ہوتے ہیں شمس و قمر!
پھرتے ہیں روشنی کے لیے
عرش پر کس کا پہنچا قدم
ہے روا آپؐ ہی کے لیے
تاجِ محبوبیت مل گیا
یہ نہیں ہے کسی کے لیے
نزع میں منتظر ہوں حضورؐ
آئیے دو گھڑی کے لیے
ہیں محمدؐ ہی واحد نبیؐ
ہر جگہ ہر صدی کے لیے
یہ فلک یہ ملک یہ زمیں
سب بنے ہیں انہی کے لیے
مدح خوانی بھی ہے بہشت کی
ہوش ہے بے خودی کے لیے

نعت لکھتا رہوں، نعت پڑھتا رہوں، جشنِ سرکارؐ ہر دن مناتا رہوں
سبز گنبد ہی پیش نظر ہے مرے، روز و شب نعت ہی گنگناتا رہوں
یا محمدؐ نگاہِ کرم ہو ادھر، خالی دامن ہے اور آستاں پر نظر
جگمگاتے ہیں نقشِ قدم آپؐ کے، میں اسی نور سے جگمگاتا رہوں
فکر پہ میری سرکارؐ کا راج ہے میری نسبت کی شاید یہ معراج ہے
یہ مرا تخت ہے یہ مرا تاج ہے، خاکِ طیبہ پہ یوں سر جھکاتا رہوں
ذرے ذرے کے لب پر ہے نعتِ نبیؐ رقص کرتے ہیں لوح و قلم آج بھی
ذرے ذرے میں نبیوں نے دی ہے صدا، یا نبیؐ کی صدائیں لگاتا رہوں
جبر کرم سے سفر کا جو سامان ہو، یہ مدینے کے رہرو کا ارمان ہو
ہر قدم پہ ادا سجدۂ شکر ہو، کانٹے پلکوں سے ہر دم اٹھاتا رہوں
لوگ حیران ہیں، عرصۂ حشر میں، سب پریشان ہیں عرصۂ حشر میں
دونوں ہاتھوں سے دامن کو تھامے ہوئے حشر کے روز میں مسکراتا رہوں
عشقِ حضرت میں عرصہ ہوا کھو گیا، آبِ الفت سے جو ہوش تھا دھو گیا
اب تو بے ہوش میرا لقب ہو گیا، بے خودی میں بھی گن ان کے گاتا رہوں

مجاہدے کا بڑھے گا اثر درود پڑھو
مشاہدے کو ملے گی نظر درود پڑھو

خدا اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں
اب آؤ مومنو شام و سحر درود پڑھو

سلوک و سیر کا ہر مرتبہ اسی سے ملا
عمل ہے سب سے یہی معتبر درود پڑھو

نہ کر سکے گی دعا بابِ عرش تک پرواز
دعا کو دینا ہے گر بال و پر درود پڑھو

نبی کا پیا ملنے والا بھی ہے خدا کو عزیز
نبی کے دوستو با چشمِ تر درود پڑھو

کلیدِ بابِ خدا و رسول ہے یہ درود
اسی سے دید کا کھلتا ہے در درود پڑھو

درود کتنا پڑھوں ابنِ عوف نے پوچھا
یہ تھا جوابِ نبی عمر بھر درود پڑھو

نبی کی دید سے بڑھکر بھی کوئی نعمت ہے
ہے من رآنی جو مدِ نظر درود پڑھو

بتا یا راز یہ آخر میں پیر نے بے ہوش
ملے گا اتنا ہی تم جس قدر درود پڑھو

یا رفیع سلام علیک، یا شفیع سلام علیک
یا بدیع سلام علیک، صلواۃ اللہ علیک

تم شفیع مذنبیں ہو، رحمۃ للعالمیں ہو
یعنی ہر دل کے مکیں ہو، صلواۃ اللہ علیک

کیوں نہ تم پر جان واروں، صدقہ تم پر سے اتاروں
غم میں اب کس کو پکاروں، صلواۃ اللہ علیک

پھر مجھے در پر بلانا، گنبد خضرا دکھانا
تشنگی دل کی بجھانا، صلواۃ اللہ علیک

دونوں عالم کی ضیا ہو، میرے دل کا مدعا ہو
دید کا صدقہ عطا ہو، صلواۃ اللہ علیک

راز حق سر نہاں ہو، عبد و رب کے درمیاں ہو
آپ نقش جاوداں ہو، صلواۃ اللہ علیک

قبر سے جب میں اٹھوں گا حشر میں تم سے ملونگا
باادب بس یہ کہوں گا، صلواۃ اللہ علیک

دھوم تھی معراج کی شب، تھے فرشتے سب مؤدب
منتظر تھا عرش پر رب، صلواۃ اللہ علیک

کفر نے سر کو جھکایا، کپکپایا کپکپایا
تین سو تیرہ (۳۱۳) کے شاہا، صلواۃ اللہ علیک

دشمن جاں ہے زمانہ، حق نہ بن جائے نشانہ
اپنے دامن میں چھپانا، صلواۃ اللہ علیک

موت کا جب بھی گزر ہو، آپ ہی کا سنگ در ہو
لب پہ مدح مختصر ہو، صلواۃ اللہ علیک

یہ ہے بے ہوش زمانہ، بے محبت کا دوانہ
لب پہ اس کے ہے ترانہ، صلواۃ اللہ علیک